ہدیہ مولوی محب حسین صاحب ایڈیٹر رسالہ معلم شفیق ـ

رموز الوکالت

دیوانی اور فوجداری مقدمات کی پیروی ـ گواہونکی قسمین

اور

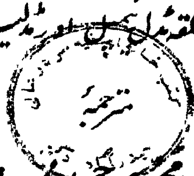
اونپر کراس اکزامنیشن یعنے سوالات جرح کرنے کی نسبت ہدایتین وغیرہ وغیرہ

مصنفہٗ

رچرڈ ہیرس اسکوئر

وکیل ہر مجسٹی حضور قیصر ہند

متعلقہ حلقہ مڈل ٹیمپل اور مڈلیسنڈ



مترجمہ

مولوی محب حسین صاحب

مددگار ناظم دفتر پیشی عالیجناب نواب معین المہام مال و فوج سرکار عالی نظام الملک دکن و

مترجم کتاب امیر علی ٹھگ ـ رسالہ تعلیم و تربیت

انتظام خانہ وغیرہ ـ و ایڈیٹر رسالہ معلم شفیق

یہ کتاب انگریزی زبان مین نو بار طبع ہو چکی ہے جس سے اسکی عمدگی و وقعت کا اندازہ ہو سکتا ہے

مطبوعہ مطبع معلم شفیق واقع بازار سیدی عنبر محلہ قتلیخانہ حیدرآباد دکن

نویں ایڈیشن کا دیباچہ

اس ایڈیشن کے عنوان **ٹیکٹکس** (ترتیب) مین جو باتین مینے درج کی ہین وہ کسیطرح عمل کے مخالف نہین۔ وہ تو مشاہدہ کے نتائج ہین۔ اور جن وکلار کا حوالہ مین نے دیا ہے اونکے طریقۂ عمل کا مقابلہ کرنے سے اون امور کی جانچ پرتال کی گئی ہے

ذراسی بات بھی جو تجربے سے حاصل ہوتی ہے اوس نوجوان **بیرسٹر** کے کارآمد ہوسکتی ہے جو اڈوکیٹ ہونا چاہتا ہے اور اس فصل مین جو باتین جمع کی گئی ہین ممکن ہے کہ اون مین سے کوئی بات اسکو بکارآمد ہو

رچرڈ ہیرس
لمبا بلڈنگ ۔ ٹیمپل
اکتوبر ۔ ۱۹۰۹ء

محب حسین مترجم
حیدرآباد دکن
جولائی ۔ ۱۹۲۹ء

اٹھوین ایڈیشن کا دیباچہ

رموز الوکالت کا جدید ایڈیشن چھاپنے کے وقت ایک یا دو امر جو خود اس کتاب مین درج نہین ہین چند خیالات ظاہر کرنے کا شاید ایک مناسب موقع ہے۔ جب ایک مرتبہ بھی یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ دوسرے فنون کی طرح وکالت کے بھی خاص قاعدے ہین گو وہ قلم بند نہ ہوئے ہون۔ تو پھر ہر طالب علم وکالت کو ان قواعد کے دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اپنے پریکٹس (عمل وکالت) کو اونکے بموجب درست کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔ اگر کراس اگزامینیشن (جرح) گواہ کو اس قدر دق کرنے کا محض ایک چٹکلا نہین ہے کہ جس سے اوسکے ہوش وحواس جاتے رہین یا وہ پریشان خاطر ہو جائے۔ تو پھر وہ کیا ہے ہم کراس اگزامنیشن وہ فن ہے جو (۱) اوس شہادت کو جو تمہارے متوکل کے خلاف دی گئی ہے ایک ایسے عمدہ پہلو سے دکھاتا ہے جو اوسکے لئے نہایت ہی مفید ہے (۲) جو بشرط امکان اون واقعات کو ظاہر کرتا ہے جن سے تمہارا فریق مخالف گریز کر گیا ہے اور انہین شہادت مین شامل کر آتا ہے اور (۳) جو حسب ضرورت گواہ کے بیانون

مین اختلاف کی بنا قایم کرتا ہے - اس لئے ان تین امور کے متعلق تین بڑے قاعدے ہین اور ان مین سے کئی چھوٹے چھوٹے قاعدے نکلتے ہین - اس مغز اور معظم فن کے اور دوسرے شعبون کی نسبت بھی اسی طرح کے خیالات پیدا کئے جا سکتے ہین - اور ان قواعد کے خوب اچھی طرح سمجھنے اور اون کے ہر دم استعمال ہی سے آدمی لایق وکیل بنتا ہے -

یہ قاعدے جانے بغیر پریکٹس یعنے عمل سے صرف بے ترتیب اور بے سلیقہ عادتین پیدا ہو کر پختہ ہو جائین گی - افسوس ہے کہ جس وکیل نے ان قاعدون کو خوب اچھی طرح نہین سوچا سمجھا ہے وہ جس اثر کو اپنی تقریر یا سوالات سے پیدا کرنا چاہتا ہے اکثر اوسکا مخالف اثر پیدا کرتا ہے -

جب سچے اصول پر کوئی وکیل مقدمہ لڑاتا ہے تو اس سے جو بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہین اون مین پبلک کے وقت کی کفایت اور شاید خرچ کی بچت بھی داخل ہے - اس سے برسون پہلے کسی حکم کی تنسیخ یا جرا مین اکثر گھنٹون ہمین فضول اور بیکار بحثین سننی پڑتی تہین - اور ہمین طول وطویل لفظی تکرارون اور بے نتیجہ بڑبڑانے کی طرف توجہ کرنی پڑتی تھی - اور چار تھکے ماندے ججون کو نہایت ہی خفیف باتون کی نسبت بے معنی اور مہمل دلیلین اور حجتین سننے کی تکلیف اوٹھانی ہوتی تھی - اور اس ذریعے سے انہین اپنی عظمت و بزرگی کا جرمانہ ادا کرنا

اگر کوئی صرف اس بات کو سوچے کہ اکثر مقدمات ہین کتنے تھوڑے سے واقعات ہوتے ہین تو اوسکو اس امر سے تعجب ہوگا کہ ان واقعات کے ظاہر کرانے کے لئے بہت ہی کم سوالات ضرور ہین اور اگر وہ اس سے بھی زیادہ اس امر پر غور کرلے کہ اکثر مقدمات مین بہت ہی تھوڑے سوال جرح مین مفید ہوتے ہین اور بہت سے سوالات یقیناً سخت مضر ہوتے ہین ۔ تو اوسکو معلوم ہوگا کہ اپنی جگہہ سے اوٹھکر کھڑے ہونے کے پہلے دو باتون کا تصفیہ کرنا کس قدر ضرور ہے ۔ اوّل کس قسم کے سوالات کرنا چاہئے ۔ اور دوم ۔ کسطرح سے اونہین کرنا چاہئے یہی دو امر بہت سی اسپیچون یا تقریرون مین بھی ملحوظ ہوسکتے ہین ۔ بہت بکنے سے کوئی فائدہ نہین ۔ جو کچھ تم کہتے ہو اس پر تمہاری تقریر کی قدر و منزلت مبنی ہے ۔ اور تمہارے طرز بیان پر تمہاری تقریر کا زور بہت کچھ منحصر ہے ۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ تقریر کا اثر اوسکی صفائی اور اختصار کے اندازہ سے ہوتا ہے ۔ نہ کہ کثرت الفاظ کے لحاظ سے

وکالت کو ایک فن کی حیثیت سے سوچنے سمجھنے مین ایک دوسرا فائدہ یہ ہے کہ خوفناک غلطیون سے حفاظت ہوتی ہے ۔ الغرض عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ جو شخص کسی کام کو فقط عمل ہی کے ذریعہ سے سیکھتا ہے وہ عموماً ہین

غلطی کریگا اور صرف اتفاقیہ اوسکو صحت کے ساتھ انجام دیگا۔

جو کوئی ایک غلطی سے بچتا ہے وہ تکمیل کے راستے کو ایک قدم طے کرتا ہے۔ اور مینے اسقدر کافی مشاہدہ کیا ہے جس سے مجھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قواعد فن وکالت پر غور کرنے کے بغیر عمل یا پریکٹس نسبت غلطیان دور کرنے کے غلطیون کا زیادہ تر معین ہے

اس دیباچہ مین ایک اور بات کا درج کرنا بھی خلاف موقع ومحل نہ ہوگا کہ بعض اشخاص ایک غلطی مین پڑے ہوئے تھے اور اب بھی پڑے ہین۔ یہ غلط فہمی جس قدر جلد دور کی جائے گی اسیقدر وہ عدل وانصاف کے حق مین مفید ہے اس سے میری مراد یہ مہمل دعوی ہے کہ جس بات پر تم جرح نہین کرتے اوسکو تم تسلیم بھی کرتے ہو۔

واقعی ایسا ایک قاعدہ گڑھ لینے کا اختیار حاصل ہے اور اگر مجلس واضعان قانون اجازت دے تو اسیطرح اس قاعدہ کے بنانے کا بھی اقتدار حاصل ہے کہ جو کوئی سب سے زیادہ دیر تک تقریر کرلے اسی کیطرف فیصلہ کیا جائے۔ لیکن یہ قاعدہ یا یہ عمل بالبداہت وہ ہو فہم عام کے خلاف ہے اور اسوجہ سے نہایت ہی قابل نفرت ہے۔ یہ صحیح نہین کہ جس بابت پر تم جرح نہین کرتے اوسکو تم تسلیم

کرتے ہو۔ اگر یہ صحیح ہو تو جو اجنبی شخص ہماری زبان نہین جانتا ۔ اور جسپر کوئی مقدمہ دایر کیا جاتا ہے وہ ضرور مجرم قرار دیا جائیگا تا وقتیکہ عدالت مین کوئی مترجم حاضر نہ ہو یہی حال اوس شخص کا بھی ہوگا جو اپنے مقدمہ کی آپ خود پیروی کرلیگا ۔ اور جرح کرکے اپنے آپ کو زیادہ تر احمق بنانا نہ پسند کریگا ۔ درحقیقت وکالت کے اوس اولڈفیشن مکتب کی تعلیم کا یہ باقی ماندہ قاعدہ ہے جہان سوا برے طریقون کے اور کچھ نہین سکھایا جاتا تھا ۔

کسی امر کے تسلیم کرنے کے سہل نسخے کو مین مانتا ہون اور یہ بھی تسلیم کرتا ہون کہ جرح نہ کرنے سے یا اور کسی دوسرے طریقہ سے جسے تم پسند کرو تم ظاہر کرسکتے ہو کہ تمھین فلان بیان سے کوئی مخالفت نہین ۔ لیکن جھٹ پٹ یہ نتیجہ نکال لینا خلاف انصاف اور لغو اور مہمل ہے کہ جب تم جرح نہین کرتے تو تم ضرور تسلیم بھی کرتے ہو فرض کرو کہ ایک بہت بڑا معزز آدمی کتب لینے پر پادری حلف کرے کہ " ایک جنٹلمین (شریف آدمی) نے لنڈن کے ریلوے پلیٹ فارم پر میری جیب کترلی ہے " یہ بھی فرض کرو کہ ملزم کی بریت کے لیے ایک نہایت ہی معتبر الابی (شہادت صفائی) ہمارے پاس موجود ہے اب ہم اون صاحب سے پوچھتے ہین جنھون نے دس منٹ

بھی کبھی رموز فن وکالت پر غور و فکر کیا ہے کہ وہ لشب یعنی پیر یا ڈری سے کیا سوال کرینگے۔ اگر وہ کر سکتے ہین تو صرف ایک ہی بات کہی جا سکتی ہے اور اگر وہ نہین کر سکتے ہین تو مجھے اون سے وکالت کی بڑی امیدین ہین۔

اگر ہم لشب پر جرح نہ کرین تو کیا یہ کوئی دلیل ثبوت جرم ہے؟ اولڈ فیشن (قدیم وضع کے) قانون دان (ایڑ) اشخاص اسکو جرم کا تسلیم کرنا کہتے ہین۔ باوجودیکہ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ سرقہ متدعویہ کے وقت ملزم سدرلینڈ شائر کے شمال مین اپنے لشب اور لارڈ چین سلر کے ساتھ موجود تھا۔ تم اون دونون شخصون کو طلب کرتے ہو۔ کچھ مضائقہ نہین تمھین ضرور جرح کرنی چاہیئے۔ قاعدہ یہی ہے مگر براہ کرم یہ تو بتادو کہ کیا سوال کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مین اس بات کا صاف صاف اقرار کرتا ہون کہ ملزم کے فائدے کے لئے میرے ذہن مین تو کوئی مفید سوال نہین آتا۔

لیکن اب اسکے برعکس صورت فرض کرو۔ یعنے جس وقت لشب کی چوری ہوئی تھی اوسوقت ملزم لشب کے قریب پلیٹ فارم پر موجود تھا۔ ایسی صورت مین البتہ کچھ جرح ہو سکتی ہے۔ اور وہ بھی صرف ایک ہی امر پر جسے ہر شخص جانتا ہے۔ لیکن اگر بالکل جرح نہ کی جائے تو اس سے کسی امر کا تسلیم کرنا لازم نہین آتا۔ اور کوئی جوری سے یہ

یہ نہین کہہ سکتا کہ ملزم نے اپنے الزام کا صاف اقرار کرلیا ہے ۔ گو ملزم کی طرف سے جو کچھ جوری سے کہا جا سکے گا وہ فطرتاً اوسی امر کی نسبت کہا جا سکے گا جسپر جرح ہو سکتی ہے ۔ مگر مجھے یقین نہین کہ اگر اگزامنیشن ان چیف (اظہار فریق اول) اچھی طرح کیا جائے گا بشرطیکہ اسکی نیک چلنی ثابت ہو چکی ہو۔ تو اسصورت مین کراس اگزامیشن فضول نہ ہوگا ۔ لیکن خواہ یہ فضول ہو یا نہ ہو کسی مقدمے مین اس امر کی نسبت کہ چونکہ جرح نہین کی گئی اسلئے بیان تسلیم ہے ۔ جوری کے سامنے تشریح کرنا مناسب نہین اور نہ اسکو کسی ملزم کے مقابلے مین کبھی پیش کرنا چاہیئے ۔

مقدمہ کی پیروی مین اسکا جاننا سب سے زیادہ مشکل ہے کہ کن کن امور سے بچنا چاہیئے ۔

(دستخط) رچرڈسن
لمبا ملڈ نگ ٹیمپل
دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء

محب حسین مترجم
حیدرآباد دکن
اگست سنہ ۱۸۹۲ء

پہلی ایڈیشن کا دیباچہ

وکالت کا کوئی مدرسہ موجود ہین - وکالت پر کوئی لیکچر دیا ئے نہین جاتے - اور جہان تک مجھے تحقیق ہو سکا ہے مین کہہ سکتا ہون کہ اس فن کی کوئی کتاب بھی موجود نہین - ایک نئے بیرسٹر کو آپ اپنا رستہ ڈہونڈہنا پڑتا ہے - جس مین اکثر بڑے بڑے فائدون کا خون ہوتا ہے - اور بہت سے بدقسمت موکلون کی قربانیان دی جاتی ہین چونکہ اسنے فن وکالت کو ذرا بھی نہین سیکہا - اسلئے وہ اپنے موکلون کے حقوق کی حفاظت کرنے کے کام مین خود اون موکلون سے زیادہ تر لایق نہین - الا مقدمہ کی خالص قانونی صورتون مین جہان تک کہ اوسکی قانونی واقفیت اوسکو مدد دے سکتی ہے - مجھے تو سخت افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسے فن کی نسبت کچھہ ہدایتین نہ کی جائین جسکے لئے تقریباً بے انتہا علم کی ضرورت ہے - طرز عمل سیکہا یا نہین جا سکتا وہ تو تجربے سے حاصل ہوگا - اور بہت کچھ تجربہ ہدایتون یا قاعدون کے پیرائے مین بیان کیا جا سکتا ہے - ایک لایق وفایق - مشہور ومعروف نوجوان وکیل نے کہا ہے مجھے اس قدر کبھی کسی لیڈر (وکیل

اوّل جو ہادی یا رہنما ہوتا ہے) کی احتیاج نہ معلوم ہوی تھی جس قدر کہ اوس ڈاکڑ پر سوالات جرح کرنے مین معلوم ہوی تھی" اس کا کیا باعث ہوگا جس امر کی نسبت وہ جرح کرنی چاہتا تھا۔ وہ بہت صاف اور سیدہی بات تہی۔ برینہم اگرچہ یہ دریافت طلب سوال تہا کہ آیا فلان شخص ایک خاص وقت مین فاتر العقل تہا یا صحیح العقل ہے لیکن اوسکی ہدایت کے لئے کوئی قاعدہ یا اصول موجود نہ تہا۔ اور وہ اودہر اودہر بہٹکتا پہرتا تہا۔ مین نے اس اُمید سے مندرجۂ ذیل رموز مبتدی وکیلون کے لئے لکہے ہین کہ جو کچہہ باتین مجہے اپنے ذاتی تجربے سے حاصل ہوئی ہین اون مین سے بعض اونہین بکار آمد ہوسکتی ہین۔ اور اس مین ان مبتدی وکلا کا کوئی قصور نہین کہ وہ وکالت کے اس بہت بڑے عملی شعبہ سے ناواقف ہین۔

مصنف

لمبا بلڈنگ ٹمپل

مترجم

بلدہ حیدرآباد دکن

رموز الوکالت

فصل

آغاز مقدمہ مدعی

بہت بڑے پس و پیش کے ساتھ یہہ کتاب رموز الوکالت مین نے صاحب مطبع کے حوالہ کی۔ ایسے ایک مشکل مسئلہ پر قلم اوٹھانا پہلے مجھے میرے احاطہ لیاقت سے کسی قدر باہر معلوم ہوا۔ مگر زیادہ غور و فکر کے بعد میری یہہ راے قایم ہوئی کہ کسی شخص کو ضرور نہین کہ وہ اپنے آپ کو ایک بہت بڑا ایڈوکیٹ محض اسوجہ سے تصور کرے کہ وہ طلباء کے فائدے کیلئے چند باتین لکھتا ہے جو سالکان طریق وکالت کی طرز کارروائی بغور ملاحظہ کرنیسے حاصل ہوتی ہین۔ کسی کتاب کی نکتہ چینی کیلئے فن تصنیف کی اعلیٰ لیاقتون کا موجود ہونا ضرور نہین۔ یا جو بڑے بڑے استادون کے ہاتھ کی تصویرین "رایل اکیڈمی" (شاہی تصویر خانہ) کی دیوارون پر وقتاً فوقتاً لگائی جاتی ہین انکی خوبصورتی دیکھنے کے لیے فن مصوری کی بہت بڑی قابلیت درکار نہین۔ مثلاً ایک تصویر مین یہہ دکھایا گیا ہے کہ ایک جیتا لال جھینگا تازی پکڑی ہوئی مچھلیون کی ٹوکری

مین رکھا ہے۔ اس تصویر کو دیکھکر صرف ایک مصور ہی یہہ معلوم نہین کرسکتا کہ وہ ایک بہت بڑے مصور کے ہاتھ کی کھینچی ہوئی ہے بلکہ ایک نہایت ہی معمولی آدمی بھی اس بات کو تمیز کرسکتا ہے۔ جن حضرات کے کمالات مین نے بنظر استفادہ دیکھے ہین اور جن صاحبون کے غیر معمولی حرکات کو مین نے استعجاب کی نگاہ سے معاینہ کیا ہے اونہین یہہ کیون خیال کرنا چاہیے کہ مین اس پیشہ وکالت کے حسن و قبح جانچنے کے لیے ایک غیر معمولی لیاقت اور ایک اعلی درجہ کا مشاہدہ کرنیوالا دل رکھتا ہون اور عام قابلیت اور معمولی ذہن سے زیادہ کسی چیز کا دعوی کرتا ہون۔

بہت سی عمدہ باتین میرے مشاہدہ مین آئی ہین جن پر میرا دل لوٹ گیا ہے اور شاہد مین نے اونسے فائدہ بھی اوٹھایا ہے۔ اور نوجوان مصورونکے ہاتھ کے کھینچے ہوے بہت سے لال جھینگے بھی نظر سے گذرے ہین اور مجھے خیال پڑتا ہی کہ شاید اس مشاہدہ نے مجھے بھی بعض نہایت ہی خوبصورت سرخ رنگ کے جھینگے کھینچنے سے باز نہین رکھا۔ چونکہ میری دانست مین اون نوجوانون کیلئے جو پیشہ وکالت مین عزت و آبرو (فن وکالت کا ماہر ہونا اس پیشہ کی سب سے بڑی عزت ہی) پیدا کرنا چاہتے ہین بالفعل کوئی ایسی کتاب موجود نہین جو اونکی ہادی اور رہنما خیال کیجاے اسلیے مین چند ہدایتین اونکے غور و فکر کیلئے پیش کرتا ہون۔ یہہ ہدایتین کلیات مسلمہ کی طرح پیش نہین کیجاتی ہین بلکہ برخلاف

اسلیے جب ان ہدایتونکے موضوع کی وسعت اور رفعت پر نظر ڈالی جاتی ہے تو
یہہ ہدایتین اس تیقن کے ساتھہ ہدیہ ناظرین کی جاتی ہین کہ وہ ناکمل اور ناقص
ہین۔ لیکن اگر ان ہدایتون کے مطالعہ سے نوجوان وکلا کپیشہ وکالت کے خوفناک
غار معلوم ہو جائین۔ یا اونکی اچھوتی اور نامستعمل قولتون کو ہدایت ہو تو اوسوقت
البتہ مجھے اسبات سے خوشی حاصل ہوگی کہ ان ہدایتون کے طبع مین جو مجھے
تردد تھا وہ دور ہوا۔

تمام پیشونکی راہین تجربے سے صاف ہوتی ہین مگر اس قدر کثیر واقعات اتفاقی
میری نظر سے گذرے ہین جو باعث ناتجربکاری پیدا ہوئے تھے کہ بعض ایسے اصول کا بیان
لکھنا مفید نظر آتا ہے جو بڑے بڑے اعلیٰ درجہ کے وکیلونکے رہبر معلوم ہوتے ہین اور
جو بوجہ کثرت استعمال اور فوائد کے میرے دل کو قواعد کلیہ معلوم ہوتے ہین گو یہ قاعدے قید قلم
مین نہین آئے تاہم وہ قابل انضباط اور لایق تدوین ہین اور واقعی وہ اس لایق ہین کہ اونکی پیروی کیجائے۔
مین خیال کرتا ہون کہ اس سے کسی کو بھی انکار نہوگا کہ ایک ناتجربہ کار وکیل
بہت سے اچھے مقدمہ بھی ہار دیتا ہے۔ اور ایک باتجربہ کار اور ہنرمند وکیل برا مقدمہ بھی
جیت لیتا ہے۔ گو تمہارے ہاتھہ مین معمولی ہی پتے ہون تو بھی تمہین گنجفے کی بازی
جیتنے کا بہت کچھہ موقع حاصل ہے۔ اسلیے ہر ایک وہ بات کسی قدر ضرور قابل لحاظ ہے
جو قاعدہ کے پیرایے مین لکھی جائے۔ اور جو ایک نوجوان وکیل کو فائدہ پہنچا سکے یعنی یا تو اوسے
ایک غلطی سے محفوظ رکھے۔ یا کسی مقدمہ کو خوش اسلوبی کے ساتھہ چلانے مین

مدد دے۔

اب مین اس کتاب کے مطالب کو اس مسئلہ کے ساتھ شروع کرتا ہون کہ عمدہ وکالت کی جڑ عقل سلیم ہے۔ اور مین خیال کرتا ہون کہ اس مسئلہ مین کسیکو بھی زیادہ بحث و مباحثہ کی گنجائش نہو گی۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص تیز اور طرار ایڈوکیٹ ہو۔ اور وہ کامیاب بھی ہو۔ مگر اسکی تیزی اور طراری کی چمک دمک سے کسی ناتجربہ کار کی راہ پر کوئی روشنی نہ پڑیگی برعکس اسکے ممکن ہے کہ اسی تیزی وطراری کی دلفریب دائین اس ناتجربہ کار کو گمراہ کردین اور اوسے خوفناک غلطیون کی طرف بھکالے جائین۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ذہین وطباع ایڈوکیٹ دلیر اور منہہ پھٹ ہو اور اس صفت کی وجہ سے وہ مقدمات جیت لے یا اگر ناکام ہو تو اپنی اس ناکامی کو اوستادانہ اور پر زور کوششون کے پردے مین چھپا دے۔ لیکن اگر کوئی معمولی آدمی ایسے ذکی الطبع ایڈوکیٹ کی تقلید کریگا اور اوس مین ناکام ہوگا تو یہہ ناکامی نہایت ہی بھدی اور بدنما معلوم ہو گی۔ انسان کے ہر کام مین عقل سلیم بہت ہی کارآمد چیز ہے اور پیشۂ وکالت مین تو از حد ضروری شئے ہے۔ یہی عقل سلیم وہ صفت ہے جس کے بغیر دوسرے تمام اوصاف بیکار ہین۔ اور جسکے سامنے تقریبًا ساری اور صفتین زاید و فضول ہین۔

وکیل کو ہمیشہ فطرت انسانی سے سابقہ پڑتا ہے۔ یہہ فطرت انسانی

صرف ایک آلہ ہی نہین جس سے وہ کام لیتا ہے بلکہ اوسکی محنتون کا ایک میدان بھی ہے
خواہ وہ اپنے فریق ثانی کو جانچے یا جوری کی لیاقتون کا اندازہ کرے یا گواہون کے
چال چلن اور طبیعتون کا موازنہ کرے۔ انسانی فطرت اور انسانی طبیعت کا علم ہی اُس کے
لئے کلید کامیابی ہے۔ جب انسان کو محض ایک آلہ یا کل سمجھکر اُس کے ساتھہ برتاو
کیا جاتا ہے جیسا کہ بعض وکلاء کبھی کبھی کرتے ہین تو اس سے اُس علم سے بالکل
ناواقفیت ظاہر ہوتی ہے جو اکثر سب سے آخر حاصل کیا جاتا ہے۔ مگر جو ہمیشہ وکیل کے
لئے سب سے پہلے ضرور ہے۔ **جوری** کے ساتھہ ایسا برتاو کرنا جس سے معلوم ہو
کہ گویا وہ احمقون کی ایک جماعت ہے۔ سب سے بڑی حرکت ہے جس کو کوئی انسان
کرسکتا ہے۔ اور اس طرح کا برتاؤ ہرگز کوئی شاذ ونادر بات نہین ہے۔ نوجوان
ایڈوکیٹ جو بحث ومباحثے کی سوسائٹیون سے اٹھکر آتے ہین۔ کاردان
اشخاص کی عام واقفیت ومعلومات کو حقیر سمجھنے پر آمادہ ہوتے ہین۔ یہ نوجوانون
کی غلطی ہے۔ ارکان **جوری** کی قابلیت واستعداد کچھ بھی ہو۔ خواہ وہ احمق
ہون یا عقلمند ہون۔ اگر تم اُن کے ساتھہ ایسا برتاؤ کروگے جس سے معلوم ہوگا
کہ وہ تمہاری تعظیم کے لایق نہین۔ تو غالباً تم خود اپنا مقدمہ خراب وبرباد کردوگے
اور اپنے آپ کو ایک نہایت ہی کم عقل آدمی ظاہر کردوگے۔ یہ تو قریب یقین
ہے کہ عام سے عام جوری مین بھی ایک دو ذہین آدمی ہوتے ہین۔ اور جو
وہ ہی باقی دوسرے رکنون کی رہنمائی کرتے ہین۔ اس لئے تم اُنہین اپنا دشمن

بنانے سے بہت بڑی احتیاط رکھو۔لیکن اگر تم اپنے الفاظ یا طریقہ عمل سے ان پر یہ ظاہر کروگے کہ تم انہیں کم فہم سمجھتے ہو تو وہ بے شک تمہارے دشمن ہو جائینگے ۔

ہمیشہ جوری کے ساتھہ برتاو مشکل ہے ۔ اور جسقدر کوی ایڈوکیٹ تجربہ کار ہوتا جاتا ہے۔اوسیقدر وہ اون آدمیون کے ساتھہ نازک برتاو کرتا ہے جن کے ہاتھہ مین اُسکے مقدمہ کی قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے ۔

معتدل اور نرم آواز کی تقریر ہمیشہ باآواز بلند اور پرشور وشغب تقریر سے زیادہ تر موثر ہوتی ہے ۔ میری دانست مین تو کوی فیصلہ شور وغل کے ذریعہ سے کبھی حاصل نہین کیا گیا۔ نہ جھاگ مین کوی وزن ہے ۔ اور نہ پرشور وشغب تقریرین کوی اثر ہے ۔ اس سے میرا منشا یہ نہین کہ معمولی گفتگو یا روزمرہ کی بول چال کا لب ولہجہ پر اثر و قوی التاثیر ہوتا ہے ۔ برخلاف اسکے اگر تم کمزور تقریر کے ذریعہ سے **جوری** پر اثر ڈالنا چاہو گے۔ تو گویا تم اوگتی ہوی ہری گھاس اور بڑھتے ہوسے سرپتے کے میدان کو ایک دیا سلائی سے جلانے کی کوشش کروگے ۔خراب تقریر سے خاموشی از حد بہتر ہے ہمیشہ واقعات کو خود آپ اپنی زبان حال سے بولنے دو مگر پرشور وشغب لہجہ تقریر ہرگز موثر نہین ہوتا۔ اس سے سامعین کے دلون مین تعجب پیدا ہوتا ہے گو حیرت تو نہین پیدا ہوتی۔ مین نے تو نہین دیکھا کہ کبھی کوئی شور وغل

مچانے والا ایڈوکیٹ اپنے موکل کے لئے فیصلہ حاصل کرنے مین کامیاب ہوتا ہو
جوری کے رکن جو کچھہ اپنی دانست مین صحیح باور کرتے ہین اُسکے
موافق وہ عموماً کارروائی کرنے اور عدل و انصاف سے فیصلہ صادر کرنے کی
سعی کرتے ہین۔ فطرت انسانی کا مقتضا بھی یہی ہے کہ وہ یہی کرین۔ لیکن اس
اعلی درجہ کے وصف مین یہ خوف بھی تو ہے کہ یہی اُن کی عدل و انصاف سے
فیصلہ کرنے کی خواہش اکثر اُنہین خلاف عدل و انصاف نتیجہ کی طرف بھی تو
رہبری کرتی ہے۔ وہ اپنے دل مین ایک قسم کا فطری عدل و انصاف
قرار دے لیتے ہین گویا کہ اون کے پاس جمیع افراد بنی نوع انسان کے قدو قامت
ناپنے کے لئے ایک ہی عام پیمانہ (معین بلندی) ہے اور اگر کل افراد انسان
اسپر مجبور کئے جائین کہ اُن کے قد کی بلندی اس عام پیمانہ کے برابر ہو تو
لاریب اُسے جھکنے کی تکلیف اور جھکنے کی اذیت بہت کچھہ اٹھانی پڑیگی۔ بدقسمتی سے
یہ فطری انصاف نہ تو لا (قانون) ہے اور نہ ایکیوٹی ہے۔ اور عموماً
اُس سے فریقین مقدمہ کو ویسا ہی نقصان پہنچتا ہے جیسا کہ اُن لڑکون
کو پہنچا تھا جنہون نے ایک قلینچی کو آپس مین اس غرض سے تقسیم کیا تھا کہ اُنمین
سے ہر ایک کو اپنا اپنا حصہ ملے۔

جس ایڈوکیٹ کو یہ معلوم ہو کہ اُس کے موکل کے حقوق اس فطری
اصول سے غیر مطابق ہین اُس کو لازم ہے کہ وہ جوری پر اُس کی غلطی ثابت

کرلے۔ اور دعاوی متنازعہ فیہ کی نوعیت و اقسام صحیح طور سے اُس کے ذہن نشین
کرلے۔ یہ غائت شور و غل مچانے سے تو حاصل نہو گی۔ مگر قوای عقلیہ کے
استعمال سے البتہ پوری ہو گی۔ تم پر یہی فرض نہین کہ تم جوری کے تراشے
ہوے اصول کو توڑو بلکہ تمہین یہ بھی ضرور ہے کہ تم اُس بنیاد کو بھی جڑ سے
گراو جس پر یہ اصول مبنی ہے۔ یہ کام اولاً تو تمہارے قواے مدرکہ
کا ہے اور ثانیاً تمہارے قواے استدلالیہ کا ہے۔ اور لاریب اسبات کا
اچھی طرح تحقیق کرنا تمہین لازم ہے کہ تمہارے مقدمہ کی نسبت جوری کا
کیا خیال ہے اناڑی لوگ تو اس خیال معلوم کرنے والی کارروائی کو "مطالعہ خیال"
کہتے ہین۔ مگر وکلا اس کو محض عقل سلیم کا مشق سمجھتے ہین۔ یعنے ایک قسم کی فکر جو
انسانی فطرت کے متعلق معلومات پر مبنی ہے۔ ممکن ہے کہ تم ٹھیک نشانہ کو
نہ چھو سکو۔ لیکن اگر تمہین طرز اور مادہ تقریر مین پوری پوری لیاقت حاصل ہے تو
تم اس نشانے کے چھونے مین کامیاب ہوگے۔ اور اگر تم نہ چھو سکوگے تو
یہ تمہارے موکل کے حق مین بہت ہی بُری بات ہو گی۔ انسانی فطرت کے
متعلق تمہارا علم ناقص ہے اس سے تو یہ بہتر ہے کہ تم بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ بہت کچھ
تمہاری حالت ہاتھی کی مان کی سی ہے۔ جو کولھو کے بیل کی طرح تاریکی
مین گھوما کی مگر ایک قدم بھی آگے نہ بڑھی۔
خوشامد سے زیادہ اور کوئی بات جوری کے دل مین جلدی

اس خیال کو نہین پیدا کرتی کہ تم اُس کی ذہنی لیاقت کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ خوشامد سے میری مراد اوس بھدے اور مبالغہ آمیز طرز کلام سے ہے جو ان کلمات مین ظاہر کی جاتی ہے۔ "ذہین جیوری" "عقلمند اور فرلیس جوری" "انگلش مین کی جوری" اور اسی طرح کے دوسرے کلمات مین بھی۔ یہہ غیر موثر خطاب فقط اسی بات کو ثابت کرتے ہین کہ "فطرت یا طبیعت خلا سے نفرت رکھتی ہے" ایک قسم کی خوشامد وہ ہے جو قلب سخیم ملین دیتی ہے اور دل کو اپنی طرف مائل کر لیتی ہے۔ مگر عمدہ طرح سے خوشامد کرنا ایک ایسا ہنر اور ایک ایسی خدا داد بات ہے جو بہت ہی کم اشخاص مین پائی جاتی ہے۔ خوشامد مین وہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہین جو خود تو براہ راست خوشامد ظاہر نہین کرتے مگر سامعین کو خود آپ اپنی خوشامد کرنے پر آمادہ کرتے ہین۔ ایسی خوشامد نہایت ہی لطیف اور غیر محسوس ہوتی ہے اور ساتھہ ہی اسکے دل خوش کرنیوالی اور نہایت موثر ہوتی ہے۔

اگر تم اوس وقت ارکان جوری کے چہرون کو بغور دیکھو جب کوئی ایڈوکیٹ [illegible] ت کے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ارکان جوری عام انسانی فطرت [illegible] ر بڑے چڑہے ہوئے ہین تو تم [illegible] ے چہرون پر اوسی قسم کے آثار مشاہدہ [illegible] گے جو اوس مجمع کے چہرون پر [illegible] ہوتے ہین جو ایک ٹکہو نجیے تاجر کے [illegible] س وقت جمع ہوتے ہین جب [illegible]

اپنی چیزون کی تعریف کرتا ہے۔ اِن دونون صورتون مین سامعین اسی طرح سمجھتے ہین جس طرح کہ تم جانتے ہو کہ وہ بیوقوف بنائے جاتے ہین۔ مگر پچھلی صورت مین وہ بیوقوف بنائے جانے سے خوش ہوتے ہین اور انہین کوئی بات ناگوار نہین معلوم ہوتی۔ اور اگلی صورت مین عموماً اونکے دلون مین نفرت پیدا ہوتی ہے اور تمہین وہ اوسی نظر حقارت سے دیکھتے ہین جس سے کہ ایک ایسا کم ظرف فریبی اور مکار دیکھا جاتا ہے جو اگر موقع ملے تو خود اونہین کو دہوکا دے گا۔ بجز حقارت آمیز بدنامی کے اور کوئی بات عدالت مین دہوکا دینے سے حاصل نہین ہوسکتی۔ مگر تم ہوشیاری کے ساتھ اُن فنون کے استعمال کے ذریعہ سے ہر ایک بات کو پورا کرسکتے ہو جن کے بغیر ذہانت خود ایک چمکدار ناکامی ہوگی۔

جوری کو متوجہ کرنے کا بہت بڑا موثر طریقہ یہہ ہے کہ تمکو اپنے ارادے مین ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ یا کم سے کم اس امر ہی کو ظاہر کرنا چاہیئے۔ اگر واقعی تم اپنے ارادے مین مستقل رہوگے۔ تو تم اپنے خیالات کا کچھہ نہ کچھہ پرتو جوری کے دل پر ڈالوگے۔ یہی تقریر کا فن ہے۔ یعنی سامعین کو ہم رائے اور ہم خیال بنالینا فن تقریر کا کمال ہے۔

دوسرا قابل لحاظ امر یہہ ہے کہ تمہاری تقریر منطقی ہونی چاہیئے۔ اِسکے بغیر تمہارا مدعا ے دلی بھی سمجھہ مین نہ آئے گا۔ ممکن ہے

کہ جو کچھہ تم کہو اوسے لوگ سمجھین۔ مگر عموماً تمہاری تقریر لفظون کا ڈھیر اور منتشر۔ پراگندہ اور بے ربط خیالون کا مجموعہ ہوگی۔

اس سے ہرگز یہہ میرا منشا نہین کہ تمہین منطقی الفاظ یا اصطلاحونکا استعمال بھی ضرور کرنا چاہیئے۔ عدالت ایسی اصطلاحون کے استعمال کی جگہہ نہین ہے۔ یہہ جو کچھہ مین نے کہا وہ خاص تمہاری نسبت تھا۔ اور اس سے کوئی بحث نہین کہ آیا تمہارے سامعین تعلیم یافتہ یا ناتعلیم یافتہ اشخاص ہین۔ انسان کا دل آلہ استدلال حجت ہے اور جو دلیلین منطقی پیرایہ مین بیان کی جاتی ہین انہین وہ اُن دلائل کی بہ نسبت جلدتر قبول کر لیتا ہے جنکے صغریٰ و کبریٰ اور نتیجے خلاف فطری اور بگڑی ہوئی شکلون مین بیان کئے جاتے ہین۔ سامعین کو تعجب مین ڈالنا تمہارا مقصد نہین بلکہ اُن کے دلون پر کسی بات کا ثابت کرنا تمہاری اصلی غایت ہے۔

ہنرمند اور تجربہ کار ایڈوکیٹ جوری کے سب سے زیادہ لایق رکن کو بہت جلد معلوم کرلے گا اور پہلے اوسی کی طرف مخاطب ہوگا۔ اور اس امر کی تحقیق مین بھی اوسے دیر نہ لگے گی کہ آیا اوسکی تقریر کا کوئی اثر اس رکن پر ہوا یا نہین۔ اگر وہ کامیاب ہوگا تو پھر اُسے دوسرے ارکان کی نسبت زیادہ تکلیف اوٹھانے کی ضرورت باقی نہ رہیگی۔ بشرطیکہ جوری مین ایسے رکن نہ ہون جنکی راے کا رجحان

اسکے مقدمہ کے خلاف ہو۔ اگر اس قسم کے رجحان یا تعصب پائے جائین۔ تو اُنپر ضرور حملہ کرنا چاہئے۔ اور اگر ممکن ہو تو اُنکا قلع قمع کر دینا چاہئے کیونکہ ایک یا دو اشخاص کی توجہ کو دوسرے لوگون کے تعصب کی طرف متوجہ کرنا کافی نہ ہوگا۔ توجہ اور تعصب یہی دو بہت بڑی قوتین ہین جو جوری پر اثر کرتی ہین۔ اگر کوئی تعصب یا خلاف رجحان نہ پایا جاسے۔ تو تم جوری کے سب سے عمدہ ارکان پر اپنا دعوی ثابت کر کے اپنا مقدمہ جیت لوگے۔ اگر تم سب سے زیادہ قوی رکن کو اپنی طرف نہ کرسکو تو سب سے زیادہ ضعیف رکن ہی کو اپنے ہم خیال بنانے کی کوشش کرو اور اُسکو اپنی طرف کرلو۔ کیونکہ اگر تمھین اسمین کامیابی ہوگی۔ تو تم اپنا مقدمہ نہ ہاروگے۔ اسلیے کہ جب گنجفہ کے اچھے پتے گرجاتے ہین تو نیچے ہی پتون سے بازی جیتی جاسکتی ہے۔ اور تمھین ایک ناتربیت و تعلیم یافتہ شخص کے ساتھ بازی جیتنے کا ویسا ہی حق حاصل ہے جیساکہ ایک حکیم یا فیلسوف کے ساتھ ہے۔ اگر تم اپنے مقدمہ کو ارکان جوری کے دلون پر عمدگی اور خوبی سے ظاہر کرسکتے ہو اور اپنے دعوی کو عمدہ قانونی دلیلون سے ثابت کرنے کی لیاقت رکھتے ہو تو جوری کے رکن تمھاری طرف ہونے کے لئے موجود ہین۔ مین یہہ نہین کہتا ہون کہ تمھین جوری کی خوشامد یا چاپلوسی کرنا چاہئے یا اُن کے رحم و کرم کی قوت کو حرکت دینا چاہئے۔ مگر یہہ تو بالکل جائز ہے کہ جوری کو اس کی

ترغیب دی جائے کہ وہ خود اس قوت کی طرف رجوع کرے۔ جو شخص برا ہ رست رحم و کرم کی استدعا کرتا ہی وہ ادنے درجہ کا ایڈوکیٹ ہے۔ مگر جو شخص اپنے مقدمہ کے واقعات اس طرح بیان کرتا ہی کہ جس سے جوری کو اُس کے موکل پر رحم آئے وہ بہت بڑا ایڈوکیٹ ہی۔ اور یہہ تو انسانی فطرت سے واقف ہی اور وہ ناواقف ہی۔ یہہ تو تمہاری قوت رحم و کرم کو تحریک کرتا ہے اور وہ تمھارے دل مین نفرت اور حقارت پیدا کرتا ہے۔

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمھاری تقریر عام یا خاص جوری کی سمجھ مین آئے اور اُس کے دل مین تمھاری تقریر کی وقعت ہو تو تمھین ایک بہت بڑی بلا سے بچنا چاہئے۔ یہ بلائے بے درمان وہ بنائی ہوئی تقریر ہے جس مین آورد ہی آورد ہوتی ہی اور موٹے موٹے الفاظ اور بیہدی تشبیہ اور استعارے ٹھوس ٹھوس کر بھرے جاتے ہین۔ ایسی مُلمع کی ہوئی زبان معمولی عدالت کے رگڑے جھگڑون کو بھی برداشت نہین کرسکتی۔ اور بجز ایک خیالی اور وہمی عورت کے کانون کے اور کہین بھی یہ ساختہ تقریر عمدہ۔ منتخب اور سیدہی سادے الفاظ کی طرح زوردار اور پُرتاثیر نہین ہوسکتی۔ یہ بنائی ہوئی زبان بہی تو بہروپئے کی رنگ برنگ پوشاک کی طرح غیر فطری ہوتی ہے۔ اور کاروباری زندگی کے روزانہ اور معمولی [illegible] ون کے لئے بالکل نامناسب ہی اکثر دیکھا جاتا ہی کہ بعض وکلا [illegible] طالب کو ایک ایسی طرز تقریر اور

عبارت مین بیان کرتے ہین - جو نوجوان من چلی چھوکریون کی خیالی اور وہمی باتون کے اظہار کے لئے مناسب ہوتی ہی نہ کہ ایک فاضل اور لایق آدمی کے پختہ خیالات ظاہر کرنے کے لئے - ایک قابل اور خداداد مقرر کو بھی اس کیلئے برسون کی مشق اور مدتون کا تجربہ درکار ہی کہ وہ اپنے کلام کو نکات فصاحت و بلاغت سے مزین کر سکے - اور تشبیہ و استعارات سے خوبصورتی کی ساتھ کام لے سکے - واقعی ایک اعلیٰ درجہ کا مقرر کامل جس مین تقریر کی قوت خداداد ہی نہایت ہی محدود طور سے تشبیہ اور استعارات کو استعمال کریگا - جب تقریر مین تشبیہ اور استعارات کی بھرمار کیجاتی ہی اور کلام مین آرایش و پیرایش کی کثرت ہوتی ہی تو ہمیشہ بعوض توضیح اور اظہار مطالب کے ان مین ابہام پیدا ہو جاتا ہی اور کثرت الفاظ فضول کی طرح کثرت استعارات بھی کلام کو مغلق بنا دیتی ہی - سب سے زیادہ آورد اور تصنع سے اجتناب کرنا چاہئے - اس سے سامعین کے دلون مین نفرت پیدا ہوتی ہی - اور وہ ایسے شخص کو جس کے کلام مین آورد اور تصنع ہوتی ہے ضرور ہی کسیقدر حقارت کی نظرون سے دیکھنے لگتے ہین - بڑے بڑے عقیل اور ذہین اشخاص مین بھی آورد اور تصنع بری معلوم ہوتی ہی اور اُن کے ضعف و عجز کو ثابت کرتی ہے - اگر بعض اوقات چالاک اور ذکی الطبع لوگون کی آورد و تصنع برداشت کیجاتی ہے - مگر وہ کبھی قابل تعریف نہین ہوتی - اور جب کوئی معمولی آدمی آورد و تصنع سے کام لیتا ہی

تو ضرور لوگ اُس کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

بجز مستثنیٰ صورتون کے عدالت مین فصاحت و بلاغت کی اعلیٰ لیاقتین ظاہر کرنیکا موقع نہین۔ عدالت تو ایک محدود جگہ ہے اور اُسکی راہین معین اور صاف ہین۔ جن پر چلنا چاہئے۔ اِن راہون مین فن فصاحت و بلاغت دخل نہین یعنی جس فن کو عموماً فصاحت و بلاغت کہتے ہین اُس کے استعمال سے عدالت مین پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر کوئی ایڈوکیٹ ایک سرسری مقدمہ مین برک یا شیریڈن کی سی فصاحت و بلاغت چہانٹے گا تو وہ کیسا معلوم ہوگا۔ ہر ایک مقدمہ مین سلطنت انگلستان کی جیت ہار مشروط نہین ہوتی ہے۔ بغیر اِس کے کہ انگریزی وضع حکومت پر کوئی سخت حملہ کیا جائے ایک انگریز کیسہ بُر کی حمایت کم از کم تا ثبوت جرم کیجا سکتی ہے۔ جب جوری کے سامنے مقدمہ کی افتتاح کی جائے تو صرف اِسی کی ضرورت ہے کہ واقعات سیدھے سادے الفاظ و عبارت مین بیان کردئے جائین۔ جس قدر لفظ کم ہون اسیقدر بہتر ہے اور جس قدر دلیل مختصر ہوگی اُسیقدر تمھارا بیان غالباً باور کیا جائیگا۔ اگر کوئی بیان قبل اِس کے کہ فریق مقابل اُس کے خلاف کوئی لفظ تک مُنہ سے نکالے استدلال کا محتاج ہو تو اُس کے سننے سے جوری کو ضرور بالضرور سخت استعجاب ہوگا۔ بعض اوقات ایک ایڈوکیٹ افتتاح مقدمہ مین ایسی تقریر کرتا ہے کہ گویا ہر قدم پر اُسکو شکوک اور احتمالات کی ٹھوکرین لگتی ہین اور وہ اِس امر کو

اپنی زبان سے خود اقرار کرتا ہے کہ "مدعی طرک کی مناسب طرف تھا۔ اور میں ارکان جوری پر اس امر کو ثابت کردونگا کہ یہ واقعہ صحیح ہے اس لئے کہ وغیرہ وغیرہ"۔ اسطرح سے مقدمہ کا افتتاح کرنا بہت ہی خراب ہے۔ کیونکہ اس سے آغاز ہی مین اُس کے بیان کی صداقت پر شک پیدا ہوتا ہے۔ مین بھی اسی قسم کی غلطی کا مرتکب ہونیوالا تھا۔ کیونکہ میری زبان سے یہ نکلا چاہتا تھا کہ جس کسیکو میرے بیان مین شک وشبہہ ہو۔ وہ ویسٹ منسٹر ہال مین جاکر سماعت فرمالین۔ لیکن یہ اتنی بڑی غلطی نہین ہے جس کی تشریح کی زیادہ ترضرورت ہو۔

تردید کے پہلے جوری کو تمھارا بیان باور کرلنے کی سب سے عمدہ وجہ یہ ہے کہ تمھارے گواہ اُس کی صداقت پر حلف کرتے ہین۔ جب فریق ثانی تمھارے بیان کی تردید مین واقعات پیش کرے۔ تو اُس وقت دلائل اور ثبوت سے کام لینے کا موقع ہے۔ اور اُس وقت تمھاری دلیلون مین ایک ایسی تازگی ہوگی کہ اگر وہ پہلے سے استعمال کیجاتی ہین تو وہ تازگی اُن مین نہ ہوتی۔ یہ دلیلین بھی اُن چھریون کی طرح تیز ہونگی جن کی دھارین بے موقع اور فضول استعمال سے کند نہین کردی گئی ہین۔ جب اناج پیسنے کے لئے نہین ہوتا ہے تو چکی والی چکی چلانا بند کردیتی ہے۔

جب دلائل پیش کرنے مین بہت جلدی نہ کیجائیگی تو اس سے ایک اور یہ فائدہ ہوگا کہ تمھارا فریق مخالف تمھاری ہی دلیلون کو تمھارے ہی خلاف

نہ لا سکے گا یا اپنے خاص دلائیل کو تمھارے اصول کے مطابق نکر سکے گا۔ اپنے اچھے اچھے پتّے ڈالنے سے پہلے تمھین مناسب ہی کہ تم اپنے فریق مقابل کے ہاتھ کے پتّون کا کچھ حال دریافت کر لو۔

اسی نکتہ کو طلبا کے داون پر نقش کا لحجر کرنے کی کوشش مین نے بار بار کی ہے کیونکہ یہ امر مجھے از حد ضروری معلوم ہوتا ہی۔ مقدمہ کو بی تمیزی اور بری طرح آغاز کرنے کی وجہ سے ایک عمدہ مقدمہ بہی ہارا جا سکتا ہی۔

افتتاح مقدمہ کیوقت سب سے پہلے جوری کے دلپر اس خیال کو جمانا چاہیے کہ تم خود مقدمہ کو باور کرتے ہو۔ یہ سچی بات اسقدر واضح اور بدیہی ہے کہ اس کے بیان کی حاجت نہین۔ اور اس مین کوئی شک نہین کہ ہر وکیل اس بات کو جانتا ہے۔ ہم سب اس سے واقف ہین یا باور کرتے ہین کہ ہم اس اصول سے آگاہ ہین۔ نوجوان طلبا فن وکالت کہینگے "واقعی جوری کو تمھین یہ باور کرانا لازم ہے کہ تم اپنے مقدمہ کو سچا سمجھتے ہو۔ ہر شخص اسبات کو جانتا ہے"۔ یہ مسلم ہی کہ اسبات کو سب جانتے ہین مگر مین صرف اسبات کے جاننے ہی کی ہدایت نہین کرتا بلکہ ایک اور باتکی ہدایت بھی کرتا ہون جو اس سے بہت مخالف ہی یعنی جوریکو اس بات کے باور کرانے کی نصیحت کرتا ہون۔ علم بہت عمدہ چیز ہے۔ لیکن ممکن ہی کہ اس سے کوئی کام نہ لیا جائے اور وہ محض بیکار رہے۔ ہر شخص بہت کچھ جانتا ہے اور عموماً جو شخص جسقدر کم سن ہوتا ہے۔

او سیعد رزیادہ جانتا ہے۔ مین نے ایسے ایڈوکیٹون کو بھی دیکھا ہے جن کے طرز عمل سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے مقدمہ کو سمجھا با ور نہین کرتے۔ ان کے طرز کلام اور لب و لہجہ سے عدم سنجیدگی ٹپکتی تہی۔ طرز بیان کی یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے چہچوری یا دل لگی آمیز تقریر سے زیادہ جو کہ اس شخص مین کسی چیز کو حقارت کی نظر سے نہین دیکھتی جو اُس کو مخاطب کرتا ہے۔ جب شایستگی اور تمیز کے ساتھ تقریر مین مزاح آمیز کلمات داخل کئے جاتے ہین تو وہ سب ہی موثر ہوتے ہین۔ ایسی تقریر ہمیشہ نہایت ہی پسندیدہ دلفریب اور پرتاثیر ہوتی ہے اور ایڈوکیٹ کی خداداد قابلیتون مین سے اعلیٰ قابلیت سمجھی جاتی ہے۔ مگر اصلی اور مصنوعی چیز مین اسیطرح بہت بڑا فرق ہوتا ہے جسطرح کہ طبعی اور بلا تصنع ہنسی اور کتے کے دانت نکالنے مین ہوتا ہے جو شہر مین ادہر اودہر دوڑتا پھرتا ہے۔ تمھین چاہئے کہ تم اپنے پاس اصلی چیز کو رکھو نہ کہ جعلی اور نقلی کو۔

اس کے سوا ایک اور بُرائی ہے جو وکالتی دنیا مین کچھ کم پھیلی ہوئی نہین۔ وہ بُرائی یہ ہے کہ تم اپنے فریق مخالف کے ڈیفینس (دلائیل تردیدی) کی نسبت دمبدم پیشین گوئی کرتے ہو اور اس کو پہلے سے ظاہر کر دیتے ہو۔ یہ بھی اُسیطرح کی غلطی ہے جسطرح کی یہ غلطی ہے کہ تردید کے پہلے ہی تم اپنے دعوے کے دلائیل پیش کرنے لگتے ہو۔ مگر یک

حقیر غلطی شاید زیادہ تر خطرناک ہوتی ہی بعض اڈوکیٹ مناسب سمجھتے ہین کہ پہلے سے ڈیفینس (تردید) کو خود ہی بیان کر کے اُس کا قلعہ قمع ایکبارگی کر دیا جائے اگر تم ڈیفینس کے اس طریقہ کو پورے طور سے ادا کر سکو تو بلا شک لڑائی کا یہ ایک عمدہ طریقہ ہے۔ مگر ہر شخص دآؤ د نہین ہو سکتا اور اپنے مخالف کو چارون شانے چت پچھاڑ نہین سکتا۔ اس زمانہ مین قانون اس طرز عمل کی اجازت نہین دیتا۔ آسانی اور سہولت کو عدل و انصاف پر قربان کرنا چاہیے اور تمھین اپنے فریق مخالف کے ساتھ ہمیشہ از روے انصاف لڑنا چاہیے۔ اُسے اپنے عذرات بیان کرنے کا حق حاصل ہی اور بعد ازان اِن کی تردید بشرط امکان تمھارے اوپر فرض ہی۔ گو تمھین ٹھیک ٹھیک وہ راہ بھی معلوم ہو جائے جسے وہ اختیار کرنے والا ہے تب بھی تمھین آدھی دور پر اوس کو پکڑنا کبھی مناسب نہین۔ اگرچہ ممکن ہے کہ تمھین اُس کا ڈیفنس (تردید) معلوم ہو جاسے۔ تاہم فیصد ۹۹ صورتون مین تمھین اوسکا طرز ڈیفنس (طریقہ تردید) معلوم نہین ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے ڈیفنس کو شروع کر کے اپنے دلائل بیان کر چکتا ہے تو اِس وقت تمھین اوسکے ڈیفنس کی ٹھیک ٹھیک طرز معلوم ہوتی ہے جسے وہ اختیار کرتا ہے۔ اگر اس وقت تم اوس پر فتح حاصل نہین کر سکتے تو یہ یقین ہے کہ اس سے پہلے بھی تم اوس سے بازی نہین جیت سکتے تھے۔ زد پر آنے سے پہلے ہی تمھین اپنے مخالف پر

حملہ نہین کرنا چاہیے۔ ورنہ تم خود منہ کے بل اوندھے گروگے۔

کم سن اور بعض اوقات سن رسیدہ ایڈوکیٹون کو اکثر یہہ کہتے ہوے سنتے ہین کہ "مین نہین جانتا کہ میرے فاضل دوست کا ڈیفنس (تردیدی دلائل) کیا ہوگا۔ جنٹلمینو! واقعی یہہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس کا کوئی ڈیفنس نہین ہے" اور باوجود ان ریمارکون کے بھی اکثر فیصلہ اوسی فاضل دوست ہی کی جانب ہوتا ہے۔ جسکے پاس اونکے بقول کوئی ڈیفنس نہین ہے۔ ناممکن ہے کہ اس سے زیادہ تر مہمل اور غیر موثر کوئی اور حرکت دنیا مین پائی جائے۔ ایسے کلمات محض لغو اور فضول ہین۔ جو نہ تو افتتاح مقدمہ کی کوئی جزو ہین اور نہ کوئی دلائل ہین۔ ان سے بیان مین کوئی زور نہین پیدا ہوتا۔ اور یہہ کلمات درست بھی نہین ہین۔ ان سے نہ توجج پر اور نہ جوری پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ بلکہ جس وکیل کی زبان سے ایسے کلمات نکلتے ہین بعض وقت خود اوسی کو یہہ کلمات بالکل مایوس اور ناامید ظاہر کرتے ہین۔

اگر تمھارے فاضل دوست وکیل فریق ثانی کے پاس کوئی تردید یا ڈیفنس نہین ہے تو یہہ بات تمھارے کہنے کے بغیر از خود ظاہر ہوجائیگی۔ اور اگر اوسکے پاس کوئی ڈیفنس یا دلائل تردیدی موجود ہین تو تمھارے اس کہنے سے کہ اوسکے پاس کوئی ڈیفنس نہین اور واقعی مین

کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوگی۔ یہ اُس پرانی دقیانوسی طرز وکالت کا ایک کہنہ اور کرم خوردہ چٹکلا ہے جواب تقریبًا نیست و نابود ہے۔ جو ایڈوکیٹ اس قسم کے کلمات اپنے منہ سے نکالتا ہے وہ اس قدر سخت مغرور اور خودغرض آدمی معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ خود اپنے مقدمہ مین اپنے آپکو فقط جج اور جوری ہی ظاہر نہین کرتا بلکہ وہ اپنے فریق مخالف سے اسکے اوس حق کو بھی سلب کرتا ہے جو ڈیفنس یا دلائل تردیدی کے سماعت کی نسبت اسکو حاصل ہے۔

اگر بہت سے نوجوان ایڈوکٹون مین طول کلامی اور فضول گوئی کا ہین عیب موجود نہ ہوتا۔ تو پھر اس عیب کی نسبت اور کچھ لکھنا البتہ خلاف محل سمجھا جاتا۔ اس مین کوئی شک و شبہہ نہین کہ انسان مجمع مین فصاحت و بلاغت چھانٹنے سے بہت خوش ہوتا ہے۔ مگر یہہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس فصاحت و بلاغت کے ساتھہ ساتھہ دوسری چیزین یعنے بہت سی کمزور باتین بھی ظاہر ہوتی ہین۔ اصول یہہ ہے کہ تقریر مین جسقدر کم الفاظ ہونگے اسی قدر وہ عمدہ ہوگی۔ وہ سارے الفاظ یا کلمات زائد و فضول ہین جو اظہار خیالات یا مطالب کے لیے درکار نہین۔ اور اگر وہ استعمال بھی کیے جائین تو وہ نہایت ہی عمدہ ہونا چاہیے۔ اور اگر اونکا استعمال ضروری نہ ہو۔ تو حسن بیان یا زینت کلام کے لیے انہین کام مین

لانا چاہیے۔ کہا جاسکتا ہے کہ جو کلام آرائش و زیبائش سے خالی ہوتا ہے اوسمین کوئی حسن اور خوبی نہین ہوتی۔ ممکن ہے کہ یہہ بات سچ ہو۔ اور مین اس سے ناواقف نہین ہون کہ نکات فصاحت و بلاغت تقریر اور مقرر دونون مین حسن اور خوبی پیدا کردیتے ہین۔ لاریب اصول فصاحت و بلاغت کو حسب موقع و محل کلام مین لانا چاہیے نہ کہ خلاف موقع و محل انہین استعمال کرنا چاہیے۔ مگر طول کلامی اور فضول گوئی حسن کلام مین داخل نہین بلکہ وہ تو عیب اور نقص کلام ہے۔ اور جب طوالت کلام کی مشق کی جاتی ہے تو حسن کلام بالکل رخصت ہوجاتا ہے۔ عسرت زبان ایک اور شے ہے اور انتخاب الفاظ دوسری چیز ہے۔ اور ممکن ہے کہ کہین عسرت زبان اور کثرت الفاظ فضول دونون موجود ہون۔ تم نے ایسے مقررون کی تقریرین بھی بارہا سنی ہونگی جنکا ایک ایک جملہ آدہ آدہ گھنٹہ مین تمام ہوتا ہے۔ ان کی تقریر اُس گدلی ندی کو یاد دلاتی ہے جو طوفان یا سخت بارش کے بعد جاری ہوتی ہے۔ جہان کہین سیدہا اولٹا راستہ پاتی ہے بہتی چلی جاتی ہے بڑا ہی شور و زور کرتی ہے اور کسی ایک جگہہ ہرگز نہین ٹھہرتی۔

واقعی یہہ تو کوئی بھی نہ کہیگا کہ حسن کلام اور لطف بیان سے اجتناب کیا جاسے۔ برخلاف اسکے آرائش و زیبائش سے ہوشیاری

تمام کلام کو مزین کرنا چاہیے اور انہین اس طرح سے کلام مین نہین لانا چاہیے کہ ان سے وہ اثر دور ہو جاسے جو انکی وجہ سے کلام مین اور زیادہ تر پیدا ہونا چاہیے تھا تاہم اکثر مقررین کو اس امر سے متنبہ کرنے کی بہت کم حاجت ہے کہ کلام بکثرت ارائش وزیبائش سے آراستہ نکرنا چاہیے۔ مین نے توزیادہ آرائش وزیبائش کوکبھی موثر نہین دیکھا۔ گو الماس ایک نادر اور قیمتی جواہر ہے مگر بلحاظ ارائش وزیبائش کے اسکا استعمال بھی اکثر بموقع و محل ہے۔ جو تشبیہ یا تمثیل بہت ہی کم استعمال کی جاتی ہے وہ زیادہ تر موثر ہوتی ہے اور وہ حسن کلام مین داخل ہے اور وہ اس قدر پر اثر اور عمدہ ہوتی ہے کہ اکثر یہ خوف ہوتا ہے کہ کہین سچے واقعات اور استدلال بھی اس پر سے قربان نہ کئے جائین ایک عمدہ تشبیہ کا اثر انسان کے دل پر بہت سخت پڑ سکتا ہے اور چونکہ تشبیہ ٹھیک ہوتی ہے اسلیے انسان اس خیال کی طرف مائل ہو جاتا ہے کہ وہ استدلال بھی ضرور ہی صحیح ہون گے جنکی صراحت اس تشبیہ سے کیگئی ہے۔ مگر اوپننگ اسپیچ یعنی مقدمہ کی افتتاحی تقریر مین تشبیہ سے بالکل اجتناب کرنا چاہیے۔ صرف واقعات ہی افتتاحی تقریر کی جان ہین۔ اگرچہ کہ جب مین آگے چلکر تمثیلات کو لکھون گا تو اوسوقت مین اس امر کے بیان کرنے کی کوشش کرون گا کہ حسب

ضرورت واقعات کو کسطرح تشریحات۔ تعلقات۔ اور تاکیدات کے ذریعہ سے مشرح کر سکتے ہین۔

افتتاحی تقریر کی جان نظم اور ترتیب ہے۔ ان کے بغیر واقعی کوئی بیان اچھا نہین ہوسکتا۔ جوری کے سامنے کسی مقدمہ کو بلحاظ تاریخ بیان کرنے یا ترتیب دینے مین وقت ہرگز رایگان نہین کرنا چاہیے نظم وترتیب کی ایک عمدہ نظیر پامر کے مشہور و معروف مقدمہ مین موجود ہے جسنے ریگلے کو زہر دیا تھا۔ واقعی یہ ایک اون اعلی درجہ کی نظیرون مین سے ہے جو مشتہر تسلیم ہو چکی ہین۔ آگے چلکر اس مقدمہ کا حوالہ دیا جائیگا۔

یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اس مین لوکسیکو بھی کوئی شک و شبہہ نہین کہ عمدہ افتتاحی تقریر کے لیے نظم و ترتیب ضرور ہے یہ ایک ایسی سچی بات ہے کہ اسکو تقریباً ہر شخص جانتا ہے اور کسیکو بھی اس سے انکار نہین۔ مگر جبتک اتنے بہت سے ایڈوکیٹ (وکیل) ایسی کارروائی کرتے رہینگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کلیہ سے ناواقف ہین۔ اور جبتک وہ نظم و ترتیب ہی سے صرف بے پرواہی نہ کرینگے بلکہ واقعات اور تاریخون کو بھی گڈبڈ کرتے رہینگے جس سے جج اور جوری کو سخت پریشانی و تکلیف ہوتی ہے اور جس سے اون کے موکل کی بے آبروئی متصور ہے۔ تب تک اس امر کا ان کے دلون پر جمانا غیر ضروری

نہ معلوم ہوگا کہ ترتیب اوقات۔ ترتیب واقعات اور ترتیب اسباب و نتائج کی جانب بہت ہی بڑی توجہ کرنا چاہیے۔ ہر ایک بیان کو اسقدر بے ترتیبی اور ابتری سے پاک و صاف ہونا چاہیے کہ گویا بہت ہی بڑی صحت کے ساتھ کاغذ پر واقعات کا نقشہ کھینچ گیا ہے۔ واقعات کے ہر ایک سلسلہ مین نظم و ترتیب کو بہت ہی ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اور جب واقعات کے ایسے بہت سے سلسلے موجود ہون جو اپنا اپنا علیحدہ عمل کرین مگر جو ڈراما یا ناٹک کے خاص کھیل پر اپنا اپنا اثر ڈالین تو اس صورت مین انہین اُنہی کی فطری ترتیب و سلسلہ سے بیان کرنا چاہیے یہان تک کہ وہ سارے واقعات کے سلسلے ایک ہی مشترک نقطہ مرکز پر جمع ہو جائین۔ نہایت ہی پیچیدہ اور اُلجھے ہوے واقعات کے بیان مین بھی کوئی انتشار اور بیترتیبی نہ ہونی چاہیے۔ اِن اُلجھے واقعات کا سلجھانا اور علیحدہ علیحدہ کرنا۔ اونکے باہمی رشتون کو دکھانا۔ اون کے باہمدگر تعلقات کو بتانا اور اون کے اوس اثر کو ظاہر کرنا جو مقدمہ کے خاص جزو پر پڑتا ہے یہ سب ایڈوکیٹ کے کام ہین اور فن وکالت کی جان ہین۔ اس لیے غیر متعلق واقعات کو ہوشیاری تمام نکال ڈالنا چاہیے۔ یہ کوئی آسان کام نہین ہے جیسا کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے۔ وہ تو فقط محنت و مشقت کے ساتھ مطالعہ اور غور و فکر کے ساتھ عمل کرنے سے پورا ہو سکتا ہے۔

واقعہ غیر متعلقہ سے وہ واقعہ مراد ہے جو بلا کسی فطری علاقہ یا طبعی تعلق کے واقعات مقدمہ کے ساتھ گھل مل جایا کرتا ہے۔ ایسے واقعات ہمیشہ پائے جاتے ہین جنھین ایک نظر سے غیر متعلق کہہ سکتے ہین۔ مگر جو دراصل غیر متعلق نہین ہوتے ہین۔ اِن واقعات کی مثالین ایسے مقدمات مین پائی جاسکتی ہین جو عداوت یا دشمنی پر مبنی ہوتے ہین ج ایسے مقدمون مین اِن واقعات یا مکالمات پر بھی غور کرنا چاہیے جنکا اثر مدعی کے دل پر ہوتا ہے۔ الغرض ایسے واقعات کی تمثیلین مقدمات ازالہ حیثیت عرفی اور بہت سی ایسی دریافتون مین بھی پائی جاتی ہین جنمین یا تو کسی شخص کی حالت قلبی کی تفتیش مقصود بالذات ہوتی ہے یا یہی قلبی حالت تحقیقات کا ایک اشد ضروری جز ہوجاتی ہے

الیشو یا امر تنقیح کیا ہے اور وہ کس شہادت پر مبنی ہوگا اسے پہلے معین کرلو۔ اور پھر تو خود بخود شہادت فطری طور پر مترتب ہوجائیگی۔ مگر بہت سی صورتون مین جس امر کا تعین سب سے پہلے ایڈوکیٹ کے دل مین ہونا چاہیئے اس کا کوئی خیال بھی کبھی نہین کیا جاتا ہے۔

تمثیل کے طور پر فریقین مقدمہ کی ایک بحث حسب ذیل مندرج ہے۔:

زید ایک گم شدہ وصیت نامہ کے ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہے اوس کا بیان یہ ہے کہ پانچ سال پہلے ایک دن یہ وصیت نامہ تحریر ہوکر مکمل کیا گیا تھا۔ اور وہ ہرگز منسوخ نہین ہوا۔ مدعا علیہ کا بیان ہے کہ وصیت نامہ حسب منشاء قانون نہین تحریر ہوا۔ موصی کا دل۔ حافظہ اور عقل درست نہ تھے۔ بعد ازان بحالت صحت و ثبات عقل و ادراک و حافظہ بارادہ تنسیخ وصیت نامہ مذکور چاک کر دیا گیا تھا اور مدعی کو ئی وصی نہین ہے۔ اب یہان پر بخوبی واضح ہے کہ اس مین بہت سے ایشو یا امور تنقیح قایم ہوسکتے ہین۔ لیکن وکیل مدعی پر یہہ بھی ظاہر ہے کہ آخر کار اسی ایک سوال پر مقدمہ کا سارا تصفیہ منحصر ہے کہ آیا کسی خاص گواہ نے کسی خاص وقت مین وصیت نامہ کو دیکھا تھا یا نہین ؟ یہ سوال گواہ کے صحت حافظہ پر تصفیہ نہین پاسکتا ہے بلکہ اس کی صداقت پر اسکا فیصلہ ہوتا ہے اسلیے اس مقدمہ کا فیصلہ بالکل اس ایک سوال پر منحصر ہوسکتا ہے کہ آیا کوئی ایک گواہ باور کیا جاسکتا ہے یا نہین ؟ ممکن ہے کہ تکمیل وصیتنامہ مین کوئی شک وشبہہ نہ ہو۔ اس مین کوئی بحث نہو کہ ایک خاص وقت تک موصی کی عقل و ادراک صحیح تھے۔ وصیت نامہ کا مضمون کسی مسودہ وغیرہ سے ثابت ہوسکتا ہو۔ اس سوال کی نسبت کوئی بحث نہو کہ آیا ایک معین لحظہ کے پہلے موصی نے وصیت نامہ کو چاک کیا تھا یا نہین ؟

اس امر مین بھی کوئی بحث نہ ہو کہ ایک وقت معین سے موصی کی عقل و ادراک مین فتور تھا۔ اس لیے خود بخود یہہ ایشو قایم ہوگا کہ آیا دو معین وقتون کے مابین وصیت نامہ موجود تھا یا نہین اور اس امر کا تصفیہ اس شخص کی شہادت پر ضرور موقوف ہونا چاہیے جس نے اس سند کو ان دونون وقتون کے درمیان کبھی دیکھا تھا۔ اگر اس شخص کا بیان باور کیا جائیگا تو فیصلہ مدعی کی جانب ہوگا اور اگر نہین باور کیا جائیگا تو مدعاعلیہ کی طرف ہوگا۔

یہان سے ظاہر ہے کہ اون باتون پر زیادہ زور دینا محض تضیع اوقات ہے جن کی نسبت جون جون شہادت گزرتی جاے گی ہوُن ہوُن کچھ شک وشبہہ باقی نرہیگا۔ واقعی واقعات کو بڑی صحت و اختصار کے ساتھہ بیان کرنا چاہیے۔ مگر جب یہ واقعات طوالت کے ساتھہ بیان کیے جاتے ہین تو اس سے بجز اس کے کہ جوری کی طبیعت پر یہہ طول کلامی گران گذرے اور خاص امر دریافت طلب سے اوس کی توجہ پھرے اور کوئی فائدہ حاصل نہین ہوتا۔ جو کام در اصل تمہین کرنا چاہیے وہ یہہ ہے کہ تم اپنے گواہ کی صداقت کا سکہ جوری کے دل پر بٹھادو۔ اگر جوری تمہارے گواہ کے بیان کو باور نکریگی تو تم مقدمہ ہار جاؤ گے۔ اس لیے تمہین لازم ہے کہ تم اپنے گواہ کو

اپنے فریق مخالف کے حملون سے بچاؤ۔ جو اوسکے توڑنے یا لگاڑنے
مین اپنی ساری لیاقت صرف کردے گا۔ وہ جانتا ہے کہ تمھارے
قلعہ کی یہی کنجی ہے۔ لیکن تمہین اپنے گواہ کو کسطرح مضبوط کرنا چاہیے؟
اگر تمھارے پاس اس کے بیان کی کوئی تصدیق نہین ہے تو اس سے
کیا وہ کمزور نہ ہوگا؟ ہرگز نہ ہوگا۔ تمھارے گواہ کے بیان مین ایسے
صدہا واقعات موجود ہین جن کی تصدیق دوسری شہادت
سے ہوسکتی ہے۔ اور اس سے تمھارے گواہ کی صداقت بھی ظاہر
ہو گی۔ جب تمھارے پاس کوئی اور تصدیقی شہادت موجود نہ ہو تو تمہین
اس قسم کی تصدیق تلاش کرنا لازم ہے اور اگر تم اس امر کو ثابت کردوگے
کہ دوسرے گواہون کے بیانات تمھارے گواہ کے بیان مین اُن
باتون کی عموماً تائید کرتے ہین جنہین نہ تو خود اوسنے اور نہ دیگر شاہدون
نے کوئی ضروری امر خیال کیا اور یہ کہ سارے گواہ باہمدیگر کوئی
علاقہ نہین رکھتے ہین۔ اور اگر تم اس بات کا یقین کرادوگے کہ تمھارے
گواہ کا بیان خود بذاتہ معتبر ہے اور نیز اون واقعات مقدمہ کے
مطابق ہے جن کے وقوع کا ظن غالب ہے۔ تو اس صورت مین
تمہین اس کا اطمینان رکھنا چاہیے کہ فیصلہ تمھاری ہی جانب ہوگا۔
یہان تمھارے دل پر اس بات کا جمانا خلاف محل نہوگا

کہ اگزامینیشن ان چیف یا اظہار فریق اول کا ہوشیاری کے ساتھ دلانا ایک نہایت ہی اشد ضروری امر ہے۔ اگر اگزامینیشن ان چیف بڑا اور غیر مسلسل ہوگا۔ اور اگر صرف نصف ہی داستان بیان کی جائیگی تو وہ باتین جنکی نسبت بہت ہی ظن غالب ہے مشکوک اور مشتبہ ہو جائینگی۔ اور تمہارے گواہ کی فقط تردید ہی نہ ہوگی بلکہ وہ کمزور بھی ہو جاے گا۔ یہان سے یہہ امر بھی بخوبی واضح ہوگا کہ اس قسم کی باتون مین دلیل وحجت کو کتنا دخل ہے! جوری کسی گواہ کے بیان کو بغیر قابل اطمینان دلیل کے نہ تو باور کرے گی اور نہ جھوٹا سمجھے گی۔ اس لیے اس امر کی احتیاط تمہارے اوپر فرض ہے کہ جس واقعہ پر کوئی عمدہ دلیل تمہارے دعوے کی تائید مین قایم ہوسکے وہ اگزامینیشن ان چیف مین صرف ظاہر ہی نہ کیا جاے بلکہ وہ خزانہ حافظ مین بھی محفوظ رکھا جاے تاکہ جوری کی قوت فیصلہ پر اثر ڈالنے کے لیے وہ دوبارہ پیش کیا جاے۔

یہان پر یہہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جوری کے دل پر اثر ڈالنے کا ایک ایسا طریقہ موجود ہے جس سے اثر تو پیدا ہو مگر یہہ مطلق نہ معلوم ہو کہ تم اس اثر کو اسکے دل پر ڈالنا چاہتے ہو۔ یہہ اور دوسرے تمام طریقون سے نہایت ہی موثر ہے۔ ہر شخص تھوڑا

بہت مغرور اور خود بین ہوتا ہے۔ اور ہر انسان اپنے آپ کو بہت کچھ عاقل وفہیم سمجھتا ہے۔ وہ خود اپنے آپ ہر شے کو ڈہونڈہنا چاہتا ہے یعنی کسی چیستان یا پہیلی کا جواب خود سوچنا اسے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اُس کو کوئی بتائے۔ اور اوسکے دل مین یہ خیال بھی راسخ ہوتا ہے کہ "مین بھی اور لوگون کی طرح غیر شفاف جسم مین سے دور تک دیکھہ سکتا ہون"

بہت سی صورتون مین بہ نسبت جج اور وکیل کے اشخاص جوری کی نظر زیادہ دور تک مقدمہ مین پہنچتی ہے۔ اور بعض اوقات کسی نا معلوم وجہ سے جو ہرگز دریافت نہین ہوتی وہ ایک مقدمہ مین صحیح فیصلہ صادر کرتے ہین جسے بہت ہی بڑا تجربہ کار وکیل بھی دیکھکر اکثر دنگ ہو جاتا ہے۔ اور جسکے وجوہ گو قوی اور عمدہ ہین۔ مگر وہ نہ تو اسکی اور نہ اسکے مخالف وکیل کی کوششون کے نتیجے ہین۔ بلکہ وہ تو محض واقعات کو عام نظر کے ساتھہ دیکھنے سے معلوم ہوے ہین جیسا کہ غیر پیشہ ور یا نا آشنائے فن کے دل مین پیدا ہوتے ہین جب وہ اُن واقعات کو دیکھتا ہے۔ اگر تم جوری کے دل پر کسی بات کو اچھی طرح جمانا چاہتے ہو۔ تو تم اوس کو براہ راست نہ جماؤ۔ بہ شرطیکہ اس نتائج کی تکمیل کے لیے کوئی ایسے ذریعے موجود ہون جن کا اثر

جوری کے دل پر براہ راست نہ پڑے۔ جوری کو خود اپنے آپ ہی اس اثر کو ڈھونڈھنے دو۔ تمہیں فقط اس امر کا یقین کر لینا چاہیے کہ آیا وہ اثر جوری کے دل پر پڑا یا نہین۔ جو جرات اور تیزی و چالاکی حد اعتدال سے زیادہ ہوتی ہے وہ معمولی تیزی کے نہ ہونے سے بھی خراب تر ہوتی ہے۔

ضروری واقعہ کے لیے اسرار مخفی کی نقاب ایک نہایت ہی عمدہ پردہ ہے۔ علی الخصوص جب تم خود جوری ہی سے اس نقاب کو اٹھواؤ۔ (یعنی جس ضروری واقعہ کو تم ظاہر کرانا چاہتے ہو۔ اس کو ایک راز مخفی ظاہر کرو)۔ مثلاً دو معین زمانون کے مابین کوئی وصیت نامہ پوشیدہ طور سے گم ہوا ہے۔ اگر تمہارا یہہ خیال ہے کہ زید جو اس وصیت نامہ کی روسے کوئی حصہ نہین پا سکتا۔ مگر چونکہ وہ اسکے انہدام سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے اس دستاویز کو غالباً لے گیا ہے۔ تو تمہین اس سے زیادہ اور کچھہ نہ کہنا چاہیے کہ دستاویز مذکور کے گم ہونیکی کوئی شہادت موجود نہین۔ اور یہہ کہ صرف موصی کی بھانجی جس کے حق مین اس دستاویز کا محفوظ رہنا مفید تھا

اوقات معینہ کے مابین مکان مین رہتی تھی۔ پھر اگر تم اس بات کو ظاہر کردوگے کہ زید کبھی ایک لحظہ کے واسطے بھی اس مکان مین آیا تھا تو بغیر اسکے کہ تمھین اپنی طرف سے براہ راست زید پر کوئی الزام لگانا پڑے جوری کے دل مین خود بخود یہہ راے قایم ہوگی کہ زید نے دستاویز کو منہدم کیا ہے اور نہایت ہی خفیف شہادت پر وہ ایک ایسا حکم صادر کریگی جو موصی کے عدم انہدام دستاویز مذکور کے موافق ہوگا۔ الغرض جوری خود اپنے آپ ہی سارے ضروری نتایج نکال لیگی۔

فن وکالت کے متعلق یہ کوئی حیلہ یا چالاکی نہین۔

اگر یہ کوئی حیلہ یا فریب ہوتا تو اس کا ذکر یہان نہ کیا جاتا۔ کم زور ایڈوکیٹ یا وکلا حیلون اور دہوکون سے کام لیتے ہین۔ چالاکی اور فریب دہی کا سب سے بڑا یا سب سے اچھا نتیجہ یہہ ہے کہ جس نتایج کے لیے وہ کی جاتی ہے وہ کبھی اوس سے حاصل نہین ہوتی۔ فریب اور چالاکی فوراً ہی معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جس طرح سے کہ ایک اناڑی ڈاکٹر کے اشتہارات اوسکی چالاکی اور فریب دہی کو مشتہر کرتے ہین اسی طرح سے یہی چالاکی اور فریب دہی اوس مقدمہ کو بھی نقصان پہونچاتی ہے جسکی سرسبزی کے لیے وہ کام مین لائی جاتی ہے۔

اس سے کیا فائدہ ہے کہ تم اپنے فریق مخالف کو حسب ذیل کلمات سے نقصان پہونچانے کی کوشش کرتے ہو:-

"جنٹلمینو ن! مین یہہ نہین کہتا ہون کہ مدعا علیہ نے دغا بازی یا فریب ہی سے یہہ اسباب حاصل کیا ہے۔ بلکہ مین یہہ کہتا ہون کہ آپکے دلون کو اس کا طرز عمل بھلا نہ معلوم ہو گا" واقعی یہہ ایک چالاکی ہے اور نہایت ہی بھدّی چالاکی ہے۔ اور جس چالاکی کو مین لکھون گا وہ بھی ایسی ہی بدنما معلوم ہو گی۔ مندرجہ ذیل چالاکی ملاحظہ فرمایئے:

"فلان فلان معاملہ کا مجھے کوئی زیادہ خیال نہین۔ اور نہ اس امر واقعی کا مجھے زیادہ خیال ہے کہ مدعا علیہ نے یہہ یہہ کیا اور ایسا ایسا کہا مین تو صرف سرسری طور سے آپ کو ادہر متوجہ کرنا چاہتا ہون"

یہہ وہ دہوکے یا حیلہ بازیان ہین جو فن وکالت کی حد تک نہین پہنچتین اور جو ایک عمدہ مقرر کے لائق نہین۔ یہہ نہ تو کوئی سچی باتین ہین اور نہ صداقت آمیز الفاظ ہین۔ اور جب تمہاری تقریر مین نہ تو سچائی ہے اور نہ صداقت۔ تو اس صورت مین وہ کبھی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی تقریر نہین ہو سکتی۔ گو تم بہت ہی کچھہ اوسکو بناؤ۔ فصاحت اور بلاغت کی جان راستی اور صداقت ہے۔ اور یہی وہ قوت ہے جو سامعین کے دلون کو ہلا دیتی ہے اور ان پر اثر ڈالتی ہے۔

مین یہہ نہین کہتا کہ کسی مضبوط دعوی یا مسلم دلیل کے بیان کرنے
کے لیے دو طریقے نہین ہین۔ ممکن ہے کہ کوئی ناتربیت یافتہ اور
بے ہنر شخص سچی باتون کو اس طرح بیان کرے کہ وہ دوسرون
کو نہایت ہی ناگوار معلوم ہون۔ اور وہ فقط ناگوار ہی نہ معلوم ہون
بلکہ حقیقت مین بھی وہ رنج دینے والی ہون۔ اس لیے تم اگر اپنے
سامعین کے دلون پر اثر ڈالنا چاہتے ہو تو یہہ ضرور ہے کہ سچی اور
عقلی باتون کے اظہار مین ہنر اور فن سے مدد لی جاے۔ وہی سچی
بات اور وہی خیال عمدہ اور شایستہ زبان مین ظاہر کیا جاسکتا ہی
اور وہی بھدے اور نا ملایم الفاظ مین بھی بیان ہوسکتا ہے۔ اس بات
کے کہنے کی کوئی ضرورت نہین کہ وہ کس زبان یا کن الفاظ مین
بہت ہی موثر ہوگا۔ مگر جن چالاکیون کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے وہ
ان دونون طریقون سے علحدہ ہین اور یہہ چالاکیان اُس قدر
کسی اڈوکیٹ کو زیبا نہین جو عدالت مین تقریر کرتا ہے جس قدر
کہ وہ ایک تماشے والے کے لیے مناسب ہین جو بازارون اور
میلے ٹھیلون مین تماشہ کرتا پھرتا ہے۔

جو چالاکیان کلام یا چہرہ بنانے یا ایک مطلب کو
اشارون سے بتاکر ادا کرنے مین کی جاتی ہین وہ سب تقریباً ایک ہی

ہین۔ اور ہر شخص کو افسوس کرنا چاہیے کہ اس مہذب اور شایستہ زمانہ مین اس قسم کی حرکتین دیکھنے مین آتی ہین۔ بعض ایڈوکیٹ جب جوری کے سامنے تقریر کرتے ہین تو ایسا اپنا منہ ٹھرا کرتے ہین کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا بارِ مقدمہ نے انہین سخت جسمانی عذاب مین مبتلا کیا ہے۔ بعض وکلا ایسا چہرہ بناتے ہین کہ اس سے سخت نفرت۔ حقارت اور غصہ ظاہر ہوتا ہے۔ ہر شخص اپنے خیالات کو اپنے چہرے سے ظاہر کرنے کی لیاقت نہین رکھتا۔ جو کچھ خیالات و احساس دل مین ہوتے ہین وہی چہرے پر بھی نمایان ہوتے ہین۔ اور جس طرح سے کہ تم ایک ربڑ کی گڑیا کے چہرے پر خوشی اور بشاشت کے اثار طاری نہین کر سکتے ہو اسی طرح تم اپنے چہرے پر بھی ان فطری احساس کے اثار طاری نہین کر سکتے جو تمہارے دل مین اپنے طبعی اسباب سے پیدا نہین ہوئے صرف بڑے غور و فکر اور نہایت ہی سخت محنت سے سنگتراش سنگ مرمر کی مورت پر ایسے اثار طاری کر سکتا ہے جو کسی قدر قلبی جذبات کو ظاہر کرتے ہین۔ یہہ ایک نہایت ہی صاف اور بدیہی بات ہے کہ ہر شخص مین فن مصوری یا سنگتراشی کی ایسی قابلیت موجود نہین ہوتی کہ جب وہ چاہیے تو اپنے خاص خاص عضلات کو

جن سے احساس مطلوبہ چہرے پر طاری ہو سکتے ہین حرکت دیکر اپنا مقصود دلی حاصل کرے۔ اس لیے اس قسم کی کوششین صرف قابل تضحیک ہی نہین بلکہ وہ سفاہت اور حماقت پر بھی مبنی ہین۔ یہہ مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا ہے کہ جب ایک ایڈوکیٹ نے غصے کی صورت بنانے کی کوشش کی تو اس حرکت پر سارے حاضرین عدالت نے رومال منہ پر رکھکر ہنسی کو ضبط کیا اور ارکان جوری تو ہنستے ہنستے لوٹ گئے۔ چونکہ وہ نقال نہ تھا اس لیے اس نقل کے کرنے مین اوسے کامیابی نہ ہوئی۔ اگر مجھے اجازت دیجائیگی تو مین یہہ کہونگا کہ ایڈوکیٹ مذکور نے اپنے چہرے کے ان مناسب عضلون کو حرکت نہ دی تھی جن سے غصے کے آثار نمایان ہوتے ہین اور وہ اوس وحشت ناک اثر سے ناواقف تھا جو اس حرکت سے اسکے چہرے پر طاری ہوا تھا۔

اکثر فوٹوگرافر (عکسی تصویر کھینچنے والا) کی شکایت کی جاتی ہے کہ اوسنے تصویر اچھی نہین کھینچی۔ حالانکہ اس مین تصویر کھنچانے والے ہی کا قصور ہوتا ہے۔ وہ یا تو اپنا عالم کا سا چہرہ بنانے کی کوشش کرتا ہے یا ایک سورما کی صورت کا چربا اوتارنے کی سعی کرتا ہے یا اپنے چہرے پر خوشی اور بشاشت کے آثار طاری کرنیکی

جدوجہد کرتا ہے۔ الغرض جو بات اوس مین موجود نہین ہوتی اُسکے ظاہر کرنے کی وہ کوشش کرتا ہے۔ کیا تمھین یہہ خیال ہے کہ ہر شخص کینوس یعنی پردے کے سوراخ مین اپنا چہرہ رکھکر اپنی عمدہ شبیہ دکھا سکتا ہے؟ مین خیال کرتا ہون کہ کبھی نہین۔ عموماً اکثر اشخاص مین نقل اُتارنے یا بننے کی اس قدر کم قابلیت ہوتی ہے کہ اگر وہ کوشش و سعی بھی کرین تو بھی وہ اپنی نقل نہین اوتار سکتے۔ مین نے ایک اور ایڈوکیٹ کو سر ہلاتے اور جوری کی طرف اس طرح جھکا کر اور نظر اوٹھا کر اون کے چہرون کو تکتے ہوئے دیکھا ہے کہ اگر ڈکینس قصہ نویس اس حرکت کو دیکھتا تو ضرور اوسکے دل مین "جوری ڈروپ"[علہ] نامی کتاب لکھنے کا خیال پیدا ہوتا۔ یہہ حرکت جوری کی قوت رحم کو جوش مین لانے کے لیے کی گئی تھی۔ مگر اس غائت کے حصول مین ناکامیابی ہوئی۔ کیونکہ اس حرکت کا یہی نتیجہ نکلا کہ سامعین نے قہقہے مارے اور اس کا فاعل ایک خراب نقال ثابت ہوا۔

جو نقل نقل معلوم ہو وہ خراب ہے۔ اور بہ نسبت اور مقامون کے شاید عدالت مین نقل کا نہایت ہی کم تر موقع ہے جسوقت جوری کو یہہ گمان ہوگا کہ تم اوسے دہوکا دینے کی کوشش کرتے ہو تو اوسیوقت فوراً اوسکے دل سے تمہارا اعتبار جاتا

علہ جوری ڈروپ نامی کتاب لکھنے کا اوسکو خیال پیدا ہوتا۔ جسکے معنی جوری ڈروپ کے جوری کے آگے جھکنے کے ہین۔

رہے گا۔ اور پھر وہ تمہاری کسی دلیل پر کوئی توجہ نکرے گی۔ جو دلیلین نہایت ہی مضبوط اور قابل تسلیم ہون گی اونہین کو جوری زیادہ تر پر از مکر و فریب سمجھے گی۔

اگر تمہارے دل مین جوش ہے (اور یہہ جوش ہونا چاہیے گو تمہارا مقدمہ جسکی تم وکالت کرتے ہو کوئی کیون نہ ہو) تو تمہاری کوشش اور سعی کے بغیر خود بخود وہ جوش اور احساس تمہارے چہرے پر ظاہری ہون گے جنکے ظاہر کرنے کے لیے چہرے کے عضلات خداوند تعالی نے پیدا کیے ہین۔ اور اس بات کا تمہین یقین واثق رکھنا چاہیے کہ اگر تم اپنے چہرے سے کسی بات کے ظاہر کرنے کی کوشش نکروگے تو تم غلط عضلات کو بھی کبھی حرکت نہ دوگے۔

نوجوان ایڈوکیٹون کو ایک نہایت ہی عام اور دل فریب غلطی سے خبردار کرنا بھی ایک ضروری امر ہے۔ وہ غلطی تقلید ہے۔ جو ایڈوکیٹ درحقیقت عمدہ ہوتے ہین وہ اپنی ایک خاص طرز رکھتے ہین اور اون کے کچھہ ذاتی تشخصات بھی علیحدہ ہوتے ہین۔ اور اگر وہ اپنی خاص طرز اور ذاتی تشخصات کو دوسرے ایڈوکیٹ کی طرز اور ذاتی تشخصات کے ساتھہ ملائیگا تو اوسکی وہ خاص طرز اور ذاتی ممیزات بالکل برباد ہوجائین گے۔ کسی کامیاب آدمی

کی طرز بیان کا چربا اوتارنا یا اوسکی تقلید کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی پست قد آدمی کسی طویل القامت شخص کا کوٹ پہنے پھرے گو یہہ کوٹ ایک کے جسم پر تو ٹھیک ہوگا۔ مگر اس کا تو یقین کامل ہے کہ وہ دوسرے کے بدن پر ایسا بدنما معلوم ہوگا۔ کہ جسکے دیکھنے سے ہنسی آئیگی۔ جس طرح سے کہ ہر شخص کے قواے دماغی یا عقلی خلقی اور فطری ہوتے ہین اسی طرح سے اس کا طرز بیان بھی خلقی اور طبعی ہوتا ہے۔ یہہ بات بھولنے کے لایق نہین کہ مقلدین ہمیشہ اون لوگون کے عیوب اختیار کرتے ہین جنکی وہ تقلید کرتے ہین۔ اور اون کے محاسن اور خوبیون کو نہین اختیار کرتے ہین مقلد کی آنکھہ عموماً تقریر اور طرز بیان کی ساختون اور بناوٹون پر پڑتی ہے۔ علاوہ ازین تقلید بذاتہ خراب چیز ہے۔ وہ تو کسی اصلی شئے کے خیالی خاکے اور بگڑے ہوے چربے سے زیادہ اور کچھہ نہین ہے۔ گو تقلید کیسی ہی خوبی اور عمدگی کے ساتھہ کیجاے تب بھی تو وہ مقلد کے ذاتیات مین داخل نہین ہو سکتی۔

اس تقریر کا منشا یہہ ہرگز نہین کہ اعلی درجے کے ایڈوکیٹون کی عمدہ کارروائیان اور لیاقتین صحت اور غور و فکر کے ساتھہ ملاحظہ نہ کی جائین۔ اندہی اور بیجا تقلید کی مخالفت کیجاتی ہے

مگر اس کی ہدایت نہین کیجاتی کہ نہایت ہی قابل ولایق آدمیون کے تقریرون اور خوبیان بنظرِ غور و تعمق مشاہدہ نہ کیجائین - استادان فن وکالت کی تہذیب وشایستگی متانت وسنجیدگی ان کے طرز عمل اور چال چلن کی سلاست اور بے ساختہ پن - اُن کی سیدہی سادی فصاحت وبلاغت جو مبالغہ اور تعلّی سے پاک وصاف ہوتی ہے - اُن کی تقریرون اور تحریرون کی نظم وترتیب اُن کے ہنرمندانہ طرز جرح یا کراس اگزامینشن اُس کی موشگافیون اور باریکیون اور اُن کے بیخوف وخطر کارروائی یا خودمختاری کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے - اگر ممکن ہو تو تمہین ان باتون کی تقلید کرنی چاہئیے - مگر تمہین ایسے طرز بیان کی تقلید ایک لحظہ بھی جائز نہین جو حد اعتدال سے بڑہا ہوا ہو - گو وہ طرز بیان اُس ایڈوکیٹ مین دلچسپ اور پر اثر ہوجسمین وہ بالطبع پایا جائے - مقلّد ضرور بالضرور دوسرے یا تیسرے درجہ کا آدمی ہوتا ہے - سبب جسکی وہ تقلید کرتا ہے اس سے کئی درجہ کم ہوتا ہے - اور عموماً وہ اس سے بھی زیادہ گھٹا ہوا ہوتا ہے - مقلّد چاہے کیسی کوشش تقلید مین کیون نہ کرے پہر بھی بہت کم اُس کو کامیابی ہوتی ہے اُس کو اپنے اعلےٰ درجہ کی تقلید سے نہایت ہی کم اعتبار وعزّت حاصل ہوتی ہے -

افتتاح مقدمہ مین اعتدال مبالغہ سے زیادہ تر موثر ہے - مبالغہ ایک قسم کی کمزوری ہے - زوردار یا مبالغہ آمیز الفاظ مین افتتاح کرنے سے کوئی مقدمہ ثابت نہین ہوتا ہے - تمہارا صرف اتنا ہی کام ہے کہ تم واقعات مقدمہ کا خلاصہ (جو مقدمہ کے خاکے یا چربے سے کسی قدر زاید ہو) بیان کردو نہین

تم ثابت کرنا چاہتے ہو۔ یہہ واقعات اسطرح سے بیان کئے جائین کہ جب جوری کے سامنے شہادت جسکے اجزا علی العموم غیر مسلسل اور اکثر نہایت ہی پراگندہ اور منتشر ہوتے ہین جزاً جزاً پیش کیجائے تو وہ اجزاے شہادت کی باہمی انفرادی اور کلی نسبت معلوم کرسکے اور اُس شہادت کی وقعت اُسکے دل مین قایم ہو۔ آگے چل کر مین اسکی ایک مثال تحریر کرونگا۔ جو میرے نزدیک اس جدید زمانہ کے نہایت ہی عمدہ نظائر مین سے ہے۔ واقعی میرا یہہ خیال ہے کہ اس سے بہتر نظیر ہو بھی نہین سکتی ہے۔ مگر جو باتین تمہارے مقدمہ مین ضروری ہون اُن مین سے ایک کو بھی ہرگز نہین چھوڑنا چاہئے کیونکہ جس طرح تم اس بات کو جوری کے دل مین جماؤگے۔ اُسی طرح عموماً وہ اُسے مان لے گی اور اس کی تائید مین شہادت پیش ہونے کے پہلے وہ اُسی کو تقریباً بطور ثبوت کے تسلیم کرلے گی۔ جب شہادت پیش کیجاتی ہے تو اکثر اوسکا پلہ افتتاح کی وجہہ سے بھاری ہو جاتا ہے گو مقدمہ کے واقعات مین نہ تو کوئی تغیر کیا جاتا ہے اور نہ کوئی مبالغہ تاہم افتتاح مقدمہ مین بیان کرنے سے اُن مین زیادہ تر اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

فرض کرو کہ تمہارے پاس ایسے مختلف واقعات ثابت کرنیکے لئے چند گواہ موجود ہین جو باہمدگر علحدہ اور بظاہر غیر متعلق ہین۔ مگر جو باین ہمہ خاص ایشو کے ساتھہ براہ راست یا بالواسطہ تعلق رکھتے ہین یہہ گواہ اُن متعدد واقعات کو بیان کرتے ہین جو مختلف زمانون اور مختلف مقامون مین تو واقع ہوئے ہین۔ مگر سب کے سب ایک ہی نقاط مرکز کیطرف مائل ہین ایک دوسرے کے مصدق و مسلم ہین

اور مقدمہ کے خاص امر کی جانب ہدایت اور رہبری کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تم اس قسم کے مقدمہ کی افتتاح کرو اور یہہ چاہو کہ تمہارا بیان صاف اور واضح ہو تو لازم ہے کہ تم ایک ایک قسم کے واقعات کو باری باری سے پورے طور پر بیان کرو جو واقعات باعتبار تاریخ اول ہوں انہیں سب سے پہلے بیان کرنا نہایت اولے اور انسب ہے۔

جوری کے روبرو واقعات کو صرف واقعات کے طور پر اس صفائی اور سلاست سے بیان کرنا چاہیئے کہ اُن کی تصویر ان کے ذہن مین اتر آئے۔ اور اسی طرح جب تک مقدمہ کے اور واقعات جوری کے ذہن نشین نکرو تب تک یا اُن وقت تک اُن کے اُس تعلق کو ظاہر کرنے کی کوشش نکرنی چاہیئے جو مقدمہ کے خاص امر سے وہ رکھتے ہین۔ اگر یہہ تعلق بہت ہی جلد بیان کردیا جاے گا تو اسکا اثر جاتا رہے گا۔

واقعات کے مسلسل بیان مین انتشار پیدا ہوگا اور سامعین کے دل پریشان ہوجائنگے۔ پہلے ایک قسم کے واقعات بیان کئے جائین اور وہ وقت مناسب پر کام دینے کے لئے تیار کرکے چھوڑ دیئے جائین۔ بعد ازان اور اور اقسام کے واقعات بترتیب مناسب بیان کرو یہان تک کہ تمہارا سارا مادہ اُس عمارات کے بنانیکے لئے تیار ہو جائے جسکی تعمیر کا تم ارادہ رکھتے ہو۔

جب ارکان جوری تمہارے بیان کے مختلف اجزا اسطرح سنینگے تو انہیں فوراً واقعات کا باہمی تعلق معلوم ہو جائے گا۔

اس بات کے لکھنے کی کوئی ضرورت نہین کہ اگر تم اپنے بیان کے کسی جز

مین مبالغہ کروگے اور اُسے دیگر اجزا سے بڑہا دوگے تو وہ اُن کے ساتھ موزون نہ معلوم ہوگا۔ اور تمہارے بیان کی ساری خوبصورتی اور سماعیت خاک مین ملاویگا۔ یہ نہین چاہیئے کہ خواہمخواہ بیان مین فصاحت و بلاغت ٹہونس ٹہونس کر بھری جاوے۔ جیساکہ ایک بنیا دیواری کے تہوار مین اپنی دکان رنگ برنگ کے کاغذون سے منڈہتا ہے۔ اور نہ یہہ مناسب ہے کہ بیان مین تعصب آمیز باتین بہردیجائین۔ اچہے یا برُے مقدمہ مین تعصب مساوی طور پر غیر ضروری ہے۔

کسی وکیل کو ضرور نہین کہ وہ اپنے بیان پر تعصب کا رنگ چڑہانے کی کوشش کرے۔ بلکہ برخلاف اسکے اسکو چاہیئے کہ وہ ہوشیاری تمام اس کے روکنے کی سعی کرے۔ تمہین فقط یہی کوشش کرنی چاہیئے کہ تمہارا بیان فطری اور سچا معلوم ہو۔ اگر تمہارا بیان سچا اور طبعی نہ معلوم ہوگا تو تمہین افتتاح مقدمہ مین ناکامی ہوگی۔ افتتاح مقدمہ کے بعد شہادت کا سلسلہ جاری ہوگا۔

اعتدال قوت ہے۔ گو یہہ کسیقدر بچون کی تختی کی عبارت کا جملہ تو معلوم ہوتا ہے۔ مگر کیا اسوجہہ سے وہ یاد رکھنے کے لایق نہین ہے؟ ایک مشہور و معروف شاہی وکیل نے اپنے مخالف سے کہا "آپکا افتتاح مقدمہ (بیان ابتدائی) قابل تعریف تھا۔ اسمین نہایت ہی عجیب انگریزی زور اور اعتدال دونو موجود تھے"

واقعی اس افتتاح مقدمہ مین جو قوت تھی وہ اعتدال ہی کے وجہہ سے تھی یہہ ایک ایسا مقدمہ تھا جسکے واقعات کثیر التعداد و مختلف الاقسام

تھے - مگر وہ ایسا مقدمہ تھا کہ اگر یہی وہ واقعی صحیح ثابت ہوتے تو سارا مقدمہ سچا ثابت ہوتا - کیونکہ ان دو واقعون کی نسبت مقدمہ کے دوسرے واقعات کے ساتھ ایسی تھی کہ بغیر ان کے ساری عمارت کا وجود غیر ممکن تھا یعنے اگر یہ دونون واقعے اپنی اپنی مقررہ جگہہ پر پائے جاتے تو اس ساری عمارت کا وجود ایک لازمی امر تھا - اعتدال کے ضمن مین اس امر کا ذکر کر دینا مناسب ہے کہ طرز بیان اور آواز مین بھی اعتدال ضروری چیز ہے جب کوئی مقرر آواز مین اعتدال پیدا کرتا ہے تو وہ علم فصاحت وبلاغت کی سب سے عمدہ صنعت اور نزاکت حاصل کرتا ہے - یعنے خوش آوازی ایک بہت عمدہ صنعت ہے جو تقریر کی موسیقی ہے اور جسکا مشق سوائے ناٹکون کے اور کسی دوسری جگہہ عدالت وغیرہ مین بہت کم پایا جاتا ہے مگر باوجود اس کے عدالتی تقریر مین خوش آوازی نہایت ہی قیمتی چیز ہے - اور اس لئے بڑی محنت ومشقت کے ساتھہ اُس کا مشق کرنا چاہئے اس زمانہ مین بھی چند ایسے مقرر موجود ہین جن مین یہہ جادو اثر صنعت اپنی کمال کے درجہ پر پائی جاتی ہے - جن حضرات نے ایک بار بھی اُن مقررون کی تقریر سماعت فرمائی ہے وہ میرے اس راے کی قدر ومنزلت کرینگے جو مین [illegible] ش آوازی کے بارے مین ابھی نذر ناظرین کی ہے بہت ہی بلند [illegible] ت ہی دھیمی آواز سے تقریر کرنا عیب مین داخل ہے - اِن دونو باتون سے پرہیز کرنا چاہئے - تقریر کرو - مگر مُنہہ ہی مُنہہ مین نہ بڑبڑاؤ اور نہ [illegible] مقرر اپنے الفاظ کہو کہ جس سے یہہ معلوم ہو

کہ گویا وہ بیٹھی ہیں۔ جنہیں تم گزسے ناپ ناپ کر فروخت کرتے ہو۔
اور تمہیں اسکا یقین نہیں کہ ان کی کسقدر مقدار تمہارے پاس موجود ہے
شور وغل مچانے والا آدمی عدالت میں ایک حد تک تو اپنا کلام چلا سکتا ہے
مگر جو شخص کوتاہ آوازی کے مرض میں مبتلا ہے اسے اپنا کام چلانا بالکل
دشوار ہے۔ جب ارکان جوری اپنے ہاتھ کانوں کے پیچھے لگاکر اور
اپنے منہ کھولکر وکیل کی تقریر سننے کی کوشش کرتے ہیں (کہ اسطرح
کچھ آواز تو کان میں آئیگی) تو اس وقت اُن کے چہروں پر جو تکلیف
کے آثار طاری ہوتے ہیں انہیں کوئی شخص بھی دیکھنا نہیں پسند کرتا
بعض اوقات کوتاہ آوازی یا آہستہ تقریر دینے کا باعث بے پرواہی
ہوتی ہے۔ اگر یہ سبب ہے تو ثابت قدمی سے وہ دور ہو جائیگا۔ مگر اسمیں
شک ہے کہ ایک بے پروا نوجوان وکیل کو عدالت میں اس قسم
کی ثابت قدمی کے مشق کا کوئی موقع ملے گا۔ مگر ایسے بہت سے مقامات
ہیں جہاں حسب دلخواہ ثبات و استقلال کا اکتساب ہو سکتا ہے
سمندر۔ ریگستان۔ وغیرہ مقام دنیا میں موجود ہیں۔
لیکن اس اکتساب کے لئے تمہارا اسنسان کمرا ایک نہایت ہی تکلیف
دہ مگر بہت ہی مفید مقام ہے۔ اپنے نفس کو مخاطب کرکے تقریر دینا
کوئی آسان امر نہیں۔ اس کام کے لئے بہت بڑی جرات اور ثابت قدمی
درکار ہے۔ تمہیں اپنا یہ خیال دور کرنا پڑے "کہ اپنے آپ باتیں
کرنا حماقت ہے اور بظاہر ہنسی کی بات ہے۔ تم خود اپنے کانوں سے

اپنی آواز کا لہجہ سنوگے - اگر تم آپ اپنی نظر مین ایک بہت بڑے
لایق و فایق آدمی نہین تو خود یہہ تمہاری ہی آوازین تمہارے دل پر لعنت
وملامت کا اثر پیدا کرینگی - کبھی کبھی تم فصاحت وبلاغت کے آسمان
مین اسقدر بلند پرواز یان کروگے کہ گویا تم غبارے مین بیٹھے ہوئے
اوڑتے چلے جاتے ہو - اور پھر ایکبارگی فلک الافلاک سے زمین پر
دہڑسے گرتے ہو - اور جب تم منہہ کے بہل گر پڑتے ہو تو اس وقت بالفور
تمہارے دل مین یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہہ کیا مجنونانہ حرکت تھی - مگر
تنہائی مین تقریر کا مشق اسی وجہہ سے بہت مفید ہے کہ انسان کے دلمین
یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اپنے آپ باتین کرنا ایک مجنونانہ حرکت ہے
اور بظاہر یہہ فعل مبنی بر حماقت ہے اور پہر وہ اس خیال کا مقابلہ کرتا
ہے جو شخص اپنی بے پرواہی اور اپنے خیالات پر اپنے کمرہ مین غالب آتا ہے وہ بالیقین پبلک
مجمع مین ان پر فتحیاب ہوگا - علاوہ ازین تنہائی مین تقریر کرنے سے
ایک بہت بڑا فایدہ یہہ ہے کہ آدمی اپنے الفاظ کو خود اپنے کانون سے
سنتا ہے اور اونکی برائی بہلائی سمجھتا ہے - اور اگر آواز کے گھٹانے
بڑہانے کی استعداد تم مین موجود ہے تو تمہین اسکا مشق ایسی ہی جگہہ
کرنا چاہیئے جہان اور کوئی دوسری آواز مخل نہ ہو - بجز اپنے کمرے
کے اور کسی جگہہ تم اپنی آواز کا اکتساب نہین کرسکتے اور اسکی قابلیتونکو
نہین جانچ سکتے ہو

واقعی وکالت کے اس شعبہ کی طرف بہت ہی کم توجہہ کیجاتی ہے

بہت سے وکلا اس خیال کے ساتھ اپنے پیشہ کی کارروائی شروع
کرتے ہین کہ خداوند تعالے نے فطرتاً سب آدمیون کو علی العموم عمدہ اور
ملایم آواز عطا فرمائی ہے - اور انہین شیرین کلامی عنایت کی ہی - اور انہین
ان دونون قدرتی قابلیتون کے استعمال کا فن بھی تکمیل کے ساتھ حاصل ہی
حالانکہ بہت ہی کم اشخاص مین خوش آوازی فطرتاً پائی جاتی ہی اور اسکی تکمیل کیلئے
اکتساب ضروری ہی اس صورت مین ان آوازون کا مستحق تو بدرجہا ضروری ہی
جو رنگین اور شیرین نہین ہین اور جو بہت ہی کرخت اور ناگوار ہین -
حتی الامکان ہر باجا بجانے والا آدمی نہایت ہی خوش آواز باجا مہیا
کرنیکی کوشش کرتا ہے - اور وہ جانتا ہے کہ اس سے اسکو بڑی ہی کامیابی
ہوگی چونکہ اسیطرح ہم بھی عدالت مین اپنی آواز کے باجے سے کام
لیتے ہین اور اسکو اسی غایت کے لئے استعمال کرتے ہین جسکے لیئے
ایک باجے والا اپنے باجے کو استعمال کرتا ہے اس لیئے ضرور ہے کہ ہم بھی
اپنے باجے کو تا امکان خوش نہایت ہی خوش آواز بنائین اور جہان تک
ہمین قابلیت ہو اُس کو ترقی دین -

اس فصل کے خاتمہ پر اس امر کا ذکر کرنا فضول نہ ہوگا کہ افتتاح
مقدمہ مین مقرر کو جلدی نہین کرنی چاہئی - اصولاً تعجیل کلامی کوئی
معمولی غلطی نہین ہے - مگر بہت سے ایسے اشخاص پائے جاتے ہین جو
بہت ہی جلد ہی جلدی باتین کرتے ہین - اور اسکا لازمی نتیجہ یہہ ہوتا ہی
کہ وہ ہمیشہ ہی کم کہتے ہین - جو اشخاص کہ نہایت ہی لایق اور کامل مقرر

نہیں اہنیں ایک فقرہ مُنہہ سے نکالنا مشکل ہے۔ جو مقرر آہستہ آہستہ تقریر کرتے ہین اُن کے کلام کو بھی پورے طور سے سُننا ہمیشہ جوری کیلئے کوئی آسان امر نہین ہے۔ مگر جو شخص کہ نہایت ہی جلدی جلدی تقریر کرتا ہے اور کبھی ایک سالم جملہ بھی علحدہ نہین بولتا اُسکی تقریر کی سماعت مین کیا کچھہ دشواری ارکان جوری کو پیش نہ آئیگی ؟ میرے نزدیک ایسا مقرر اور جوری اسُ خرگوش اور شکاری کُتے کیطرح ہوتے ہین جو اندھیرے مین بھاگتے پھرتے ہین یا پولس کی سراغرسانی کے مانند ہین۔ وہ سیدھے رستے پر نہین ہوتے۔ جب ایک جلدی تقریر کرنے والا نوجوان وکیل بیٹھا تو جوری کے ایک رکن نے کھا:-

"مجھے تو اسکا سر پاؤن کچھہ بھی معلوم نہ ہوا بہت ہی جلد تقریر کرتا ہے"

دوسرے رکن نے پوچھا۔ "دعوی کیا ہے ؟" تیسرے نے دریافت کیا "کیا یہہ مدعی کے وکیل ہین یا مدعا علیہ کے ؟" اگر کوئی وکیل سامعین کے دلون پر اپنی تقریر کا اس سے بہتر اثر نہین ڈال سکتا ہے تو اسکو ہرگز مناسب نہین کہ وہ خود اپنے مقدمہ کا افتتاح آپ کرے۔ صرف وہ اپنے موکل کو نقصان پہونچائیگا

آہستگی۔ اختصار۔ یقین۔ یہہ تینون باتین نوجوان وکیلون کے لئے عمدہ اصول ہین۔ افتتاح مقدمہ مین طول وطویل تقریر غیر ضروری چیز ہے اس سے سامعین کے دلون پر بار پڑتا ہے۔ فقط تکرار الفاظ ومطالب سے تقریر طول و طویل ہوسکتی ہے۔ اس سے میری مراد یہہ نہین کہ تم گز سے ناپ ناپ کر تقریرین دیا کرو یا حسب ضرورت انکے طول مین سے قطع برید کیا کرو۔ مین تو اسوقت

فضول الفاظ کی نسبت کہتا ہون نہ کہ وقت کی نسبت ممکن ہے کہ جس تقریر
مین صرف بیس ہی منٹ کا عرصہ گذرے وہ بھی طول وطویل ہو۔اور جو تقریر
چھ گھنٹے مین کیجائے وہ بڑی خوبی کے ساتھ مختصر ہو۔ ٹیرن کے جعلسازی
کے مقدمہ مین جو افتتاحی تقریر دیگئی تھی وہ کئی دنون مین ختم ہوئی تھی۔
مگر یہ تقریر حسن بیان۔ترتیب واقعات اور اختصار کلام کا نمونہ ہے۔

بہ نسبت لمبی چوڑی تقریر کے مختصر تقریر زیادہ موثر ہوتی ہے جب
ارکان جوری اپنی بے صبر انگلیون سے اپنی میز کے تختے کو ٹھونکتے ہین
تو یہ حرکت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ تمہاری تقریر بہت طول وطویل ہے۔
اور اس وقت تمہارا ہر زاید لفظ صرف ارکان جوری کے دل ہی پر بار
نہین ہوتا بلکہ اسکا اثر تمہارے موکل پر بھی پڑتا ہے اس لیے زبان و
بیان کی اُن خوبیون کے ساتھ جنکے بغیر کلام نہایت ہی بے نمک اور
روکھا پھیکا ہوتا ہی جسقدر کم الفاظ تم استعمال کروگے اسیقدر تمہاری
تقریر عمدہ ہوگی۔ اس سے میرا یہ ہرگز مقصد نہین کہ تمہاری تقریر تار کی
عبارت کی طرح مختصر ہو بلکہ مقصود یہہ ہے کہ تمہاری تقریر حشو وزواید سے
پاک ہو تاکہ اوسمین زیادہ تر زور تناسب اور حُسن پیدا ہوجاے۔

جوری وکیل کے خیالات یا قیاسات کیطرف کم توجہ کرتی ہے۔ وہ تو
مقدمہ کے واقعات چاہتی ہے۔ اور چونکہ اراکین جوری محض واقعات ہی
کا خواستگار ہوتے ہین اس لئے تمہین لازم ہی کہ تم اُنہین اس طرز سے اُنکی

روبرو بیان کرو کہ جس سے وہ صرف اُنکے حافظہ ہی مین محفوظ نہ رہین بلکہ تمہاری غایت اور تمہارے موکل کے فائدہ کے مطابق وہ انہین اثر اور کرنیکی بھی ترغیب دین۔

ایک اور قابل اجتناب غلطی یہہ ہے کہ جوری سے رحم وکرم کی خواہش کیجائے یہہ ایک ایسی حرکت ہے جس سے اراکین جوری کو ہنسی معلوم ہوتی ہے وکیل کا رونا اور سامعین کا ہنسنا ایک ایسا تماشہ ہے جو ناٹک اور بھانڈون کی محفل کے لئے مناسب ہے۔ محکمہ عدالت کے لئے موزون نہین ہے۔ سامعین کو جوش دلانے اور اُنکی قواے نفسانیہ کو تحریک کرنے والی قوت وہ اعلےٰ اور کمیاب خداداد جوہر ہے جو خلقتاً ایک فصیح وبلیغ شخص مین پایا جاتا ہے۔ یہہ اتنی بڑی قوت ہے کہ خود اسیکو فصاحت وبلاغت کہہ سکتے ہین۔ مگر یہہ انسان کے دل پر قابو پیدا کرنے والی قوت عمل اور اکتساب سے حاصل نہین ہوتی ہے۔ نہ تو وہ مشق سے آتی ہے اور نہ کوئی مقرر اپنے ارادہ سے پرجوش ہوسکتا ہے وہ خود رونیکی صورت بناسکتا ہے مگر دوسرون کو نہین رولاسکتا ہے۔ وہ اپنا سر ہلاسکتا ہے۔ ہاتھ پاؤن مارسکتا ہے آنکھین مٹکاسکتا ہے اور قلب پر اثر ڈالنے کے لئے جو حرکتین چاہے سو کرسکتا ہے۔ لیکن اپنے سامعین کے دلون کو وہ حرکت نہین دیسکتا ہے خوش قسمتی سے یہہ ایک ایسا خداداد جوہر ہے جسکی عدالت مین بہت کم ضرورت ہے برخلاف اسکے اگر کسی مین فطرتاً یہہ جوش دلانیوالی قوت موجود ہو تو اسکو لازم ہے

کہ وہ بہ نسبت بڑہانیکی اسکی گھٹانیکی کوشش کرے۔ اگر تم مین یہہ جوش دلانی اور قوائے نفسانیہ کو تحریک کرنیوالی قوت خلقتاً موجود نہ ہو اور تم دلونکو جوش دلانی اور طبیعت کے ابہارنیکی کوشش کروگے۔ تو تم اپنے آپکو نقال اور جعلساز ظاہر کروگے اور اسبات کو دکہاؤگے کہ بشرط امکان تم نامناسب حرکات ہی کر سکتے ہو بعض ایسے موقعی بہی ہوتے ہین کہ وکیل کو انسانی ہمدردی اور رحم و کرم کی قوت کو جوش دلانا پڑتا ہے۔ یہی ایسے موقعی ہین کہ اگر تم مین یہہ جوش دلانی والی قوت موجود ہی تو تم اسکو مظلوم اور نقصان رسیدہ کی فائدے کیلئے بطور مناسب استعمال کر سکتے ہو۔ لیکن اگر تم مین یہہ خداداد جوہر موجود نہین ہی تو تمہین مناسب نہین کہ تم قابل تضحیک کی تصنع سے اپنے مقدمہ کی واقعات کی ذاتی اثر کو بہی خراب کردو۔

اس فصل کے خاتمہ پر یہہ بات بھی بتائی جاتی ہی کہ جن اشخاص نے فن تقریر مین غیر معمولی شہرت حاصل کی ہی انہون نے اسکو صرف سخت محنت۔ متواتر مشق اور اعلیٰ درجہ کی استادوں کی تقریرونکو محنت اور مشقت کی ساتھ مطالعہ کرنے ہی سی حاصل کیا ہی گو صرف ایک وکیل کیلئے اسقدر سخت محنت اوٹہانا فضول معلوم ہوتا ہی مگر جب اس امر پر غور کیا جاتا ہی کہ شیرین کلامی وسیلہ کامیابی ہی تو اسبات کا ضرور اعتراف کرنا پڑتا ہی کہ یہہ کامیابی ایسی ہے جسی بڑی محنت و جانفشانی سے حاصل کرنا چاہئے۔ علاوہ ازین یہہ بھی نہین بہولنا چاہئے کہ ابتدائی عمر مین جن قوتون کا اکتساب بڑی محنت و جانفشانی سی کیا جاتا ہی انہین کام مین لگانیکی بہت سی مواقع پیدا ہو جاتے ہین۔